بسم اللہ الرحمن الرحیم

ب پروردہ دبیرستان نادانی محمد انوار حسین تسلیم سہسوانی اصحاب نکتہ سنج و ارباب سخن گستر کی
ت عالیہ مین عرض کرتا ہے کہ جسم معنی و جان سخن گل نوخیز باغ فن کنور کشن نگار متخلص وقار
ین فرزند رای بیردس کشن رئیس مرادآباد کا دیوان اول کہ آخر سنہ ۱۸۷۳ عیسوی تدوین پذیر ہوا
طبع اوودہ اخبار مین چھپا۔ چونکہ ابتدا سے شوق سے آجتک سواد مسودہ ہر غزل
نم مشتاق بندہ کو روشن کرتا ہے اہتمام طبع و تصحیح و تقسیم بھی ادھر ہی رہا — اگرچہ یہ
یح زبان و معوج بیان متوسل مطبع اوودہ اخبار کا ہے لیکن ہر صاحب کمال کا عموماً اور
کان دیگر مطابع کا خصوصاً بوجہ رتبہ سنجی و منزلت افزائی کے تہ دل سے شکر گزار ہے
واسطے ایک ایک مجلد مصنفہ بطور قسم اپنی معرفت اپنے قدردانون کے حضور پرنور مین پیش
کے امید رکھتا ہون کہ بقبول ہدیہ مصنفہ کو سربلند فرمائین اور اپنے نیازمند کا
بڑھائین سے ای خدا آرزوی من چہ خوش است ٭ بدین آرزو مرا برسان ٭ اگر زبان
ار و انتون کا ذکر بھی تو یہ فرماتی کہ اللہ تعالے جلشانہ ہمت و شوق وقار کو دن دونا رات سوایا
م و نایل سوایا بہتا رسکے مثل دیگر رئیس زادون و امیرزادون کے بٹیر لڑانے کنکوا اور اڑانے
و چنڈو پینے فلک سیر کمانے مندری مسی لگانے گانی بجانے ملایم وضع بنانے معشوق کا
رفی ادہی آہ کر تنکی طرف متوجہ نکرے — مالکان مطبع بذریعہ رقعہ ایک ایک پرچہ اخبار کے
دیگر صاحب بوسیلہ تمیلہ تالطف نامجات کے رسید دیوان اس نشان سے کر (مقام سہسوان
ہ ضلع مرادآباد بخدمت کنور کشن نگار صاحب وقار رسید) روانہ فرمائین — بحکم
مرعہ مشہور ٭ نازبران کن کہ خریدار تست ٭ عرض دیگر یہ ہے کہ صاحبان اخبار اپنے
کہر بار مین ایک ایک ریویو تحریر فرمائین اور شعرای نازک خیال کوئی مضمون خاص رقم مین
ن — انشاء اللہ العزیز بعد آنے کل رسیدون کے یہ مجموعہ بطور یادگار علحدہ
ہوگا۔ والسلام

مورخہ ۱۱ نومبر سنہ ۱۸۷۴ع

بعون صنائع ملک مبین و فضل خلاق زمین و زمان

نتیجہ طبع ذکا و کرشمہ فکر رسا جلوہ خیال بلند و شوخی خاطر ارجمند

بہارستان

١٢٩٧

شاعر لاثانی جناب منشی انوار حسین صاحب تسلیم سہسوانی کی اہتمام تصحیح سے

مطبع منشی نولکشور میں طبع ہو کر حسب مقصود چھپا

رفاہ و دوست خاص و عام بلکہ خیر خواہ کافۂ انام ہاتک مطبع و اخبار نولکشور نام رکھا
ناظرین باتمکین کی خدمت میں لائق گذارش یہ ہے کہ ان ایام میمنت فرجام میں دیوان ل کنور کشن کمار
وقار رئیس مراد آباد کا اس مطبع میں طبع ہوا و بعون حکیم سخن آفرین مقبول و پسند ہر طبع ہوا
اگر اس مقام پر فصاحت و شوخی کلام بیان ہو بالیقین لوگوں کو یار فروشی کا گمان ہو اسواسطے
ستودگی و محمودگی مضامین و صفائی بندش و پاکیزگی طبع حوالہ ملاحظۂ اصحاب سخن و ارباب فن
کرکے اصل مطلب کی طرف توجہ کرتا ہوں کہ یہی موقع اوسکے ادا کا ہے بحکم شوق مختصر سوانح
حال فرخ فال کنور صاحب باندازہ اپنے علم و آگہی کے بسر گوشی خامہ قلمبند کرتا ہوں
اور تکلیف تکلف و آزار تصنع ناپسند کرتا ہوں کنور کشن کمار صاحب وقار رئیس فرزند
رای پردمن کشن صاحب رئیس مراد آباد و تعلقدار اضلاع مراد آباد و بداون کے ہیں مورث
اعلی کو محمد شاہ بادشاہ دہلی نے خطاب راے سے سرفراز فرمایا کہ عہدۂ وکالت پر مراد آباد
مین امتیاز و اعزاز بخشا اوس وقت سے قیام مراد آباد کی بنیاد قائم ہوئی جد امجد یعنی
رای آتمارام عہد دولت عہد نواب آصف الدولہ بہادر مین خدمت جلیلہ نیابت
چکلہ داری چودہ محال بجنور پر سربلند و ارجمند ہوئے جب یہ ملک تقسیم سن آنہ و شش آنہ مین
کمپنی انگریز بہادر کے قبضہ و دخل مین آیا رای آتمارام عہدۂ منشی عدالت دیوانی مراد آباد پر
کہ اوس وقت بھی عہدہ نہایت درجہ کا معزز تھا ممتاز ہوئے آخر روزگار ترک کرکے
اضلاع مراد آباد و بجنور و بداون مین تعلقہ خرید فرمایا کہ بافضال الہی ابتک بدستور ہے
بلکہ اونھین کی برکت و نیت سے یوماً فیوماً ترقی پر ہے غدر ۱۸۵۷ء کہ خیرسگالی رؤسا
و عائد کے واسطے ایک عیار کامل تھا رای پردمن کشن صاحب کے اقبال تو مند نے خوبیوں کے
ساتھ زور دکھائے اگر حال شرح و بسط سے تحریر مین آئے ایک دفتر تیار ہو جائے
لہذا اجمالاً کیفیت لکھتا ہوں کہ جو امور انتظام حکام وقت نے یعنی صاحب مجسٹریٹ بہادر

مرادآباد اور کارہیکل صاحب بہادر مجسٹریٹ بدایون نے سپرد فرمائے راے صاحب نے عمدہ
شایستگی سے انجام دیے جیسا کہ چاہیے پوری پوری تحصیل کی جبکہ مرادآباد مین آتش بغاوت
بھڑکائی حکام نے نینی تال و میرٹھ کی راہ لی۔ مجو خان کی نوابی قرار پائی راے صاحب
کسی پیرایے سے شریک کردار و ہنجار کے نہوئے جادۂ خیرخواہی پر ثابت قدم رہے
گو کہ اوسوقت انواع انواع قسم کی تکلیف پونہچی یعنی باغیون نے فیل و اسپ چھکڑا و دیگر
اسباب پیروست غارت دراز کیا جب تالی رام پونہچ بحکم حکام انگریزی ضلع مرادآباد و بجنور کا
بندوبست کیا راے صاحب موصوف کی صلاح امورات انتظام مالی و ملکی مین قدم سے تھے
ہنگام تسلط نوابصاحب بہادر ہنگامہ باغیون مین رایصاحب ممدوح نے بجمعیت چند ملازم
ذاتی باغیون سے ایک حصہ میگزین کا مع ایک توپ برا پلٹی کے چھین لیا ایک آدمی اور
دو گھوڑے باغیون کے زخمی کیے ایک آدمی ادھر کا بھی زخمی ہوا نینی تال پہ معقول سرایہ
بحفاظت اپنے آدمیون کے روانہ کیا۔ بخصلہ اس ضلع کے خیرخواہان انگلشیہ مین نہایت
ناموری نامداری کی حاصل کی چنانچہ جلدو مین حسن ہستی و خیراندیشی کے سرکار نے
بکمال قدردانی کے ساتھ سند مالگزاری و زمینداری کی عطا فرمائی کہ موجب شک و شمنو نکا
ہے ہم سند موصوفہ کو ذیل مین بکمال خوشی سے درج کرتے ہین۔ راے صاحب بجمیع صفات
موصوف ہین آج ہندوستان مین مشہور و معروف ہین فی الحقیقت راے صاحب
عقیل عصر و فریدۂ دہر ہین فیاض بھی ہین رحمدل بھی ہین آپ کی سرکار کی نوکری
جاگیر ہے بجاے جاگیر متوفی اوسکا وارث قائم ہوتا ہے۔ چشم بد دور ماشاء اللہ
کنور صاحب خلف الرشید ہین کہ رایصاحب سے بھی وضعداری و نیک اندیشی
و کرم و عنایت مین قدم بڑھا کر رکھتے ہین ایزد بسیار بخش اون سے زیادہ بخشے
اور ہمیشہ توفیق نیک رفیق رکھے آمین ثم آمین

نقل پروانه محکمه عالیه گورنمنت ممالک مغربی و شمالی

مهر محکمه عالیه گورنمنت
ممالک مغربی و شمالی
سنه ۱۸۵۹ عیسوی

دستخط انگریزی

رفعت و عوالی مرتبت چمن سنگه تعلقه دار ساکن مراد آباد مورد مراحم الطاف باشند

درینولا از روی رپورت صاحب کمشنر بهادر روهیلکهند مرقومه ۳ سپتمبر ۱۸۵۸ع نمبر ۹۴۳ بحضور معدلت دستور بندگان والاشان نواب معلی القاب لفتنت گورنر بهادر دام اقباله بصد تحسین و هویدا گشت که آن عوالی مرتبت بایام بلوه باغیان شقاوت شعار بحفظ و رفاه صاحبان انگریز بهادر سعی کوشیده تا الحال سرچشمه اخبار باغیان نکبت نشان رسانیدند و اسباب رسد و خورد و نوش وغیره فرستادند و نیز زر مالگزاری سرکار پیشکی ادا نمودند و از حسن سعی و کوشش خود خویش انتظام سه پرگنه باحسن الوجوه کردند چنانچه دریافت این همه مراتب خیرخواهی و نیکخواهی سرکار ذوی الاقتدار موجب نهایت شناسندی و خوشنودی خاطر بندگان نواب صاحب محتشم الیهم گردیده و برای عطای زمینداری جمعی سه هزار روپیه حکم فیض شیم بشرف نفاذ پیوسته لهذا حسب فرمان فیاضت توامان نواب صاحب معظم الیهم پروانه کرامت نشانه هذا بجهت اعلان رضامندی نواب صاحب معظم الیهم بآن عوالی مرتبت مرحمت بخشید تا موجب فخر و مباهات بین الاماثل و الاقران گردد فقط مرقومه ۲۰ جنوری ۱۸۶۰ع

بہ عرض صنائع مکین مکان و فضائل خلائق زمین و زمان

نتیجہ طبع ذکا و کرشمہ فکر رسا جلوہ خیال بلند و شوخی خاطر ارجمند

بہارستان

۱۲۹۱

... بلبل داستان سخن طرازی سرو بستان ...

شاعر لاثانی جناب منشی انوار حسین صاحب تسلیم سہسوانی کے اہتمام تصحیح سے

مطبع منشی نولکشور میں طبع ہو کر چھپا ہوا

شمار غزلیات ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعداد اشعار ۹

ردیف الف

احسان بے کراں یہ ہے کردگار کا ۔ مجھ بندہ کو خطاب دیا ہے وقار کا

گل کو کیا ہے خار کا جو آفتاب گیر ۔ یہ رنگ وہ ہے خون ہو جسپر ہزار کا

دیر و حرم میں جلوہ وحدت ہی آشکار ۔ زنار و سبحہ میں بھی نہیں فرق تار کا

بیمثل و بے مثال ہے خالق ہی خلق کا ۔ محتاج وہ نہیں ہی کسی کاردار کا

یہ زرد و سرخ جلوہ صنعت اوسی کا ہی ۔ وہ مخترع خزان کا وہ مبدع بہار کا

مردود ہے معلم ملکوت کبر سی ۔ آیا پسند اوسکو طریق انکسار کا

رازق ہی رزق کیڑی کو دیتا ہی سنگ مین ۔ صادق اوسی پہ لفظ ہی پروردگار کا

ہی قہر اوسکی نور مین ہی مہر نار مین ۔ جل جای کوہ نور سی ہو باغ نار کا

لکھے وقار کیا کوئی اوسکی ثنا و حمد
کہسار کو اوٹھائی یہ مقدور خار کا

۲ ۱۱

دیکہکر آئینے میں ابرو وہ بسمل ہو گیا
یہ تماشا ہے نیا مقتول قاتل ہو گیا

حق ہوا ہستی تما معدوم باطل ہو گیا
میرا نالہ قفل منقار عنادل ہو گیا

آنا جانا پاس تک پہلے بہی کچھ آسان نہ تہا
دور کا بہی دیکہنا پر اب تو مشکل ہو گیا

رحم فرمایا جو اوس بیداد گر نی حال پہ
قتلگاہ حسرت و ارمان مرا دل ہو گیا

امتیاز افشان کا ماتہی پہ تیرے یار کے
پیدا چینبہ ہی عرض جوہر میں شامل ہو گیا

کہل کی بیٹہو نہ حجاب آنکہیں ہماری پہٹتی ہیں
ازدحام شوق نظارہ کا حائل ہو گیا

روک سکتی ہیں نظر کو کب مری تار سر شک
بحر کس دن موج سی پا در سلاسل ہو گیا

وحدت خلوت میں لذت کثرت جلوت کی ہی
آنکہ کر لی بند جب نظارہ حاصل ہو گیا

یاں تجرد عشق کا تہا واں تشخص بہی حسن کے
خال عارض دیدۂ مشتاق کا تل ہو گیا

اک حسین کا ہی تصور دل میں ہر دم جلوہ ریز
کلبۂ تیرہ مرا خورشید منزل ہو گیا

۳ ۱۱

بند کر لی آنکہ یا دست نگی پہر رکھ دیا
ای وقار ایسی چہی تجہکو کہ غافل ہو گیا

ہمنے جب مضمون باندہا ابروی خمدار کا
کاٹ ہر مصرع میں پیدا ہو گیا تلوار کا

مر گیا ہوں دیکہکر میں آپ دندان صنم
غسل کو میت کی پانی ہو در شہوار کا

عین نرگس کا بنی گا پہول قرطاس شبیہ
نقش کہینچی گا اگر بہزاد چشم یار کا

سینۂ صد چاک میں ہی نالۂ آتش فشان
تیلیون کا یہ قفس ہے مرغ آتشخوار کا

جنبش لب میں مزا ہی کٹ ہی قینچی کی کاٹ
ہی پیام مرگ ہلنا ابروی خمدار کا

زخم وہ آئینہ رو دیکھی تو طوطی کی طرح
زمزمہ پیرا ہو پھاہا مرہم زنگار کا

نکہت گل کا کسی نی آج تک دیکھا ہی رنگ
کس طرح ثابت مجھی حسن قفا ہو یار کا

نشہ کی عینک نظارہ ہی تمھاری چشم کا
حال یکساں ہو رہا ہی مست کا ہشیار کا

مرہم زنگار کا عالم سواد خط میں ہی
اس قدر لکھا ہی مضمون سبزۂ رخسار کا

مختصر سا وصف یہ ہی روی رنگین کا تری
سبزۂ تازہ لقب ہی اس چمن کی خار کا

۴

بار دیگر قط لگایا کلک گوہر بار کو
اور بھی شاید ہی کچھ لکھنا وقار اشعار کا

۱۱

میں نہیں کھائی کا دھوکا کافر و دیندار کا
بھید سب مجھ پر کھلا ہی سبحہ و زنار کا

شب یہ تھا حیرت فزا سبزہ تری رخسار کا
ہو گیا آئینہ پہ دھوکا مجھے زنگار کا

پانو گل ہو جای گا حیرت سی کبک خوشخرام
دیکھکر عالم تمھاری پای کج رفتار کا

نغمہ کا مذکور کیا گر گنگنائی بھی وہ شوخ
بند مرغان چمن کا قفل ہو منقار کا

آفت بالائی طرہ کا تری نظارہ ہی
قتل کرتا ہی تصور لٹ پٹی دستار کا

دل میں جا غم کو نہیں کاہیدگی سی ہجر کی
وصل پھر کیا ہو خیال عیش پہلو دار کا

رشک انجم ہی ہر ذرہ مری ویرانہ کا
آج جلوہ ہے یہ کس کی چاندنی رخسار کا

خوب لوٹی گا یہ کالا چور دولت حسن کی
پاسبان خال سیہ ہی یار کی رخسار کا

زلف شبگون نی دل وحشی کو گھیرا ہی مری
ہی قیامت کعبہ پر نرغہ ہوا کفار کا

کھا گیا میں صاف دھوکا باغ میں سمجھا ہی سانپ
دیکھکر عارض پہ جلوہ گیسوی خمدار کا

۵ ۹

چشم ساقی چوم لی کل رات مستی مین وقار
کام ہم سے عین غفلت مین ہوا ہشیار کا

کس کس بلا سے شب دل حیران دوچار تھا
ہذیان و غش کبھی کبھی درد و بخار تھا

کی وعدہ رات گھر مرے آیا وہ سنگدل
تھی آہ کی کمند اثر کا شکار تھا

تاری تھی کف حباب فلک کہکشان سوا
شب جوش پر یہ دیدۂ طوفان نثار تھا

یان آہ آتشین کی زیارت لکھی تھی رات
ہنگامہ گرم ساز دل داغدار تھا

سودای چشم یار مین دل کا کہان سراغ
وحشت زدہ تھا مست تھا آہو سوار تھا

ای کاش آ کی فاتحہ کو مرے قبر پر
حسرت نصیب یہ دل امیدوار تھا

در پر تھا مین کبھی کبھی دیوار و بام پر
کیا جانے کسکی آنے کا شب انتظار تھا

نکلی نہ آرزو دل حسرت پرست کی
مین تجھ سی ایک بوسہ کا امیدوار تھا

۶ ۱۱

مٹی سبھی دی نہ ہاتھ سے اپنے وقار کو
اوس بیوفا کے دلمین قیامت غبار تھا

فریاد مرے سنتے ہی وہ بام پہ آیا
اللہ رے نالے مین کہان سے اثر آیا

آئینے مین عکس اوسکے جو رخ کا نظر آیا
چھپتی کہی خورشید فلک سے اوتر آیا

جب مر گئی ہم نعش پہ وہ سیمبر آیا
جانے کو گئی جان مگر کام بر آیا

جس روز سے دل اوس بت خود کام پہ آیا
کیا کیا نہ ستاتا ہے مجھے اپنا پرایا

لٹکا ہی جو گیسو کا تو بل کھاتی ہی کیون لٹ
[illegible] آیا

پھر پہنچے اوسے پیر فلک آپ تبر سے | پھر نخل تمنا مین ہمارے ثمر آیا

تھی صبح شب وصل مری بھور کا پیغام | وہ اوٹھکے اودھر اور ابھی غش ادھر آیا

یہ شوق بڑا ہے یہان آئے جو فرشتہ | کہنے لگون دل سے کہ ارے نامہ بر آیا

اوٹھتے ہی دریار سے رستہ جو گیا بھول | گھبرا کے رہ دیر و حرم اپنے گھر آیا

ہستی مین مجھے راہ ملی ملک عدم سے | جسوقت یہان بار کمر باندھکر آیا

کوتاہ وقار ایسی تھی آج شب وصل
ہمراہ سر شام کے وقت سحر آیا

سنبھلے جو وہ بت رعنا نظر نہین آتا | تو میری آنکھون مین کیا اشک بھر نہین آتا

کسی کو جو ہر واسطے نظر نہین آتا | وگرنہ کون ہے جسکو ہنر نہین آتا

نہ آئے وہ شہ خوبان اگر نہین آتا | مثل ہے شاہ فقیرون کی گھر نہین آتا

بڑھی ہی یاس یہانتک کہ میری باین چشم | سوا سے گریہ کوئی چشم تر نہین آتا

مین ہون وہ تنگ خلائق کہ میری میت پر | بغیر نالہ کوئے نوحہ گر نہین آتا

دورنگیون سے زمانہ کی بسکہ نفرت ہی | پسند جلوۂ شام و سحر نہین آتا

خدائی جعد کبھی اونکی ذیل کی ایڑی تک | یہ کالا چاٹنے مٹی مگر نہین آتا

کبھی نہ میری تمنائی دل ہوئی حاصل | یہ نخل وہ ہے کہ جس مین ثمر نہین آتا

بسے ہین آنکھون مین میری گوری گوری گال | نظر مین جلوۂ شمس و قمر نہین آتا

خبر نہین متوجہ ہی کس طرف وہ شوخ | خدنگ ناز کبھی اب ادھر نہین آتا

اک ٹھیس بھی لگی جب کہ نہو جام بنگ کا
ہی مجھکو پاس زہد کی ناموس و ننگ کا

ای دل خیال چھوڑ بت خانہ جنگ کا
شیشہ حریف ہو نہین سکتا ہی سنگ کا

آئینہ صاف لوح زمرد کی بن گیا
ٹھہرا جو عکس ایک بت سبز رنگ کا

ای سوز ہجر دل نہ پسیجا کبھی وہان
یان شمع کو جلا گیا جلنا پتنگ کا

سوئیان جگر مین ہوی قشرہ کی چبھ گئے
ہان ہو نشانہ دل ہی نگہ کی خدنگ کا

پیچھا وہ ان سخت جانی کا میری اگر پڑے
جوہر تمہاری تیغ کا جوہر ہو سنگ کا

گراوس غزال چشم کی فرقت مین آئی نیند
دست پلنگ ہو مجھے پایہ پلنگ کا

سرمہ لگا نہ آنکھ مین ای نور چشم ظلم
اچھا نہین ہے جوہر خنجر مین زنگ کا

الکا ایک شعر کا مری مضمون ہی چلبلا
دل مین خیال ہی جو کسی شوخ شنگ کا

شیرین و حسن یار کا ہے جسکے روبرو
پھیکے سے پھیکا رنگ ہی اہل فرنگ کا

دیکھے نہ کوئی خلق مین مانی مری شبیہ
وہ لاغری ہے [illegible] اڑا رنگ کا

امکان سی ہی بڑھ کی جہان تک ہے ظلم کر
ہوتا ہے حوصلہ اسی من مین امنگ کا

۹ ۶
ہوتی ہے پھر وقار سی جو آشتی و صلح
ای خانہ جنگ ہمسی ہی پھر قصد جنگ کا

لب نہ سود اثر ای زلف سیہ فام رہا
طائر روح نہ کس [illegible] رہا

وہ یہ کہتی ہین کہ تنگ آئی ہی تجھسی ملتی
تو سدا فرقۂ عشاق مین بدنام رہا

وای قسمت جو گیا اوسکی مکان تک قاصد
گر گیا راہ مین خط یاد نہ پیغام رہا

چھوڑ دی اپنی تو سر سے ہی تصدق کرکی
مجھ مین باقی نہ کچھ اے گردش ایام رہا

وصل کی شب بھی نہ تو ساتھ لپٹ کر سویا
وہی غمزہ ترا ای دشمن آرام رہا

۱۰ — ۵

منتین کین تو ستانے جو مین روٹھا تو وقار
خود اوسی ہی ملاقات کا پیغام رہا

عکس پڑتے ہی روے رنگین کا
ہوا آئینہ دست گلچین کا

چاند سے منہ کا بوسے لون گا
پھول توڑون گا آج نسرین کا

رنگ گل غازے کا نہین محتاج
کیون ہوا اوس بت کو شوق تزئین کا

رکھنا اوس سے امید وصل ای دل
بن دیکھے وسے نہ پھول قالین کا

۱۱ — ۹

غیرت آئینہ ہین شعر وقار
خوف کسکو ہے چشم بد بین کا

شور ہے اوسکے خوش ادائی کا
سبکو سودا ہے آشنائی کا

اوسکے وعدے کا اعتبار اے دل
جس مین جوہر ہے بیوفائی کا

نعل ہے ماہ نو ستارہ میخ
گل ہے گل اوسکی زیر پائی کا

روز دو چار خون کرتا ہے
یہ کلاوہ ترے کلائی کا

ہوگئے نالے سے میرے یہ ہمسر
منہ تو دیکھے کوئی ہوائی کا

آئینے سے مقابلہ ہے دم — ہے یہ سامان خودنمائے کا

ان بتوں کے اگر زبان ہوتے — دعوے کر بیٹھتے خدائے کا

آپ حیرت میں آئینہ ڈوبا — روئی جانان ہے اس صفائے کا

١٢ — ٦

گھر پر آیا ہوا تو روک وقار
وقت ہے بخت آزمائے کا

وہان چل گیا آج فقرا کسی کا — بنے جان پہ یان کچھہ نہ بگڑا کسی کا

لیا ہے نے دل دے کے بوسا کسی کا — ہوا ہے سولون پہ سودا کسی کا

وہ خود کام تم ہو کہ پروا نہیں ہے — برا ہو کسے کا کہ اچھا کسی کا

اگر غنچہ چٹکا کہا بلبلون نے — یہ رسوائے کا ہے ڈھنڈورا کسی کا

مین گل کھاؤن یکدست ہاتھون پہ اپنے — اگر ہے متھے چڑھ جای چھلا کسی کا

١٣ — ٧

وقار اپنے دے سے مین کہتا ہون مطلب
نہ طالب کسیکا نہ شیدا کسے کا

قد جو بوٹا سا کسی کا جلوہ فرمانے لگا — دیکھکر ہر نونہال باغ بیتانے لگا

روبرو آتی ہی آئینہ کی چھاتی پھٹ گئی — حسن بالا دست پر وہ شوخ اترانے لگا

دشت وحشت مین تری وحشی کو جب غش آگیا — دست مژگان ہی کف پا غول سہلانے لگا

گنبد گردون کو تھا گردش پر اپنی کو غرور — دیکھکر چلکر مری پاؤن کی چکر لینے لگا

یار جب آیا مرے گھر ہو گیا بیہوش مین — آگیا مین ہوش مین جب یار گھر جانے لگا

مین بھڑک اوٹھونگا اکدن شعلۂ خس کیطرح — استخوان ہ آتش فرقت سی سلگانی لگا

١٤ سایہ بھی دیکھا اگر ہمراہ اوسکی ای وقار
شک پری کچھ کا نہین ہونکا شک لسانی لگا ٥

بعد مردن ساتھ میری یہ سودا جای گا — ہڈیان سونگھے گا جو کتا وہ بورا جای گا
آنکھ جھپکای گی نرگس چشم تیری دیکھکر — گل سے عارض کی ہی آگی پھول اینٹھا جای گا
تاڑ لے محفل مین اوسے دید و زدیدہ نظر — ہم ہین انسان پری کی ساتھ دیکھا جای گا
روی رنگین کی مقابل لالہ داغی ہوا — پوست باغی کا چمن مین آج کھینچا جای گا

١٥ کس لیے یہ جلدیان ہین صبر کیجیے ای وقار
ہے وہ کم سن رفتہ رفتہ راہ پر آجاے گا ٧

باغ مین کیا وہ پیرہن اوترا — کیون ترا منہ سے ہی ای سمن اوترا
داغ دل سے مین پھر نہال ہوا — دل سے بلبل کے پھر چمن اوترا
جب کفن کے نئے ملے پوشاک — تب مرا جامۂ کہن اوترا
عرق جسم یار تھا کہ شہاب — ہو کے گلرنگ پیرہن اوترا
اوسکو بھایا مین نعمت منعم — جب فلک سے غم و محن اوترا
چڑھ گئے آنکھ پر کمر اوسکی — دل سے میرے اگر دہن اوترا

١٦ یہ لگا دل وقار غربت مین
کہ مری یاد سے وطن اوترا ٥

مین بے وفا نہوا اور وہ باوفا نہوا — قسم خدا کی یہ ہی خاک سب ہوا نہوا

لگے جگر مین کبھی دل مین گا جان مین ہا — ملا ہر ایک سی وہ بت پر ایک کا نہوا

ضعیف چشم صنم نے مجھی کیا ایسا — برنگ سایہ مین اوٹھکے کبھی کھڑا نہوا

یہ مانا آپ کی بھون ہلتی ہی ہوا ہو نہال — مین کب نہ تڑپا کہ گردون پہ زلزلا نہوا

١٧ — **٩**

وقار نقل سے میری ہوا نہ غیر کو فیض
کہ ہڈی کھانے سے اُلّو کبھی ہما نہوا

کون کہتا تھا کہ غربت مین وطن ہو جای گا — عشرت شادی بھی رنج و محن ہو جای گا

کاٹ سر میرا ہلکا بدن ہو جای گا — کام میرا تمام تیسا تیغزن ہو جای گا

گر اوٹھی تم بیٹھ جائین گے ہزارون کہر بھی — حشر کا ہنگامہ حال انجمن ہو جای گا

یاد بھولے گا خدا کی شیخ تجھکو دیکھکے — صاف بت پتھر کا تر شاہ برہمن ہو جای گا

محتسب توڑی گا توبہ چشم ساقی کی حضور — دیکھکے پیمانے کو پیمان شکن ہو جای گا

گرم ہی گرمی بازارِ خال روی دوست — کم تلون کی مول ہی مشک ختن ہو جای گا

وضع سادہ ہی پسند خاطر سہل آشنا — جامہ عریانی کا ہلکا پیرہن ہو جای گا

مرنے پہ بھی محو ہونے کے نہین داغ جگر — یہ نہین وہ مہر و مہ جنکو گہن ہو جای گا

١٨ — **١١**

حضرت تسلیم سے مجھکو تلمذ ہے وقار
واجب التسلیم اب میرا سخن ہو جای گا

طفل عاشق ہی ترا پیر ہی شیدا تیرا — کون عالم مین نہین چاہنی والا تیرا

آنکھ ڈالی نہ کہین چاہنے والا تیرا | اپنی پہچان سہی گذری ہی شناسا تیرا
کونسا دل ہی کہ جسکو نہین الفت تیری | کونسا سر ہے کہ جسکو نہین سودا تیرا
ہے اگر زلف سیہ شان نزول واللیل | سورۂ شمس کی تفسیر ہے چہرا تیرا
ہے قسم تجکو لہو کی مری مہدی نہ لگا | خود بخود ہے گل روی سبدی پا تیرا
دہوپ چہان کی ہو وہان فرش کا لوکو گمان | جس جگہ عکس پڑا ہی گل رعنا تیرا
گل نوخیز ہے تو بلبل بدمست ہمین | عشق حصہ ہے مرا حسن ہے حصا تیرا
رخ و دہن ہی ترا ای یار کمر عنقا ہے | اور اب تو ہی بتا وصف لکھون کیا تیرا
جان و ایمان و دو عالم ترا بیعانہ ہے | تو وہ یوسف نہین جو مول ہو سستا تیرا
عمر بہر قید رہے خانۂ زنجیر مین ہم | ہر سے سودا نگیا زلف چلیپا تیرا

١٩ ٩

تو جو تسلیم سے استاد کا شاگرد ہوا
ای وقار اس سے ہی اس ملک مین ڈنکا تیرا

خواب مین پہر کوئی مکھڑا چاند سا دکھلا گیا | چھپکے آیا آتش دل کو مری بھڑکا گیا
مین گیا تیجے تری دنیا سی بیڑا کیا گیا | جو نہ کہنا ہے وہ کہ جاتا ہی ہر آیا گیا
بوسۂ کاکل جو مانگا تو کہا تو سر چڑھا | جب کہا کچھہ اور سینے بولی کیا اترا گیا
اوسکے پستان کو جو پکڑا لینی تو وہ سنس چڑا | پہول تیجہی پایا پہلی پہل مری ہاتہ آگیا
اب تری بیمار ہجران کی یہ حالت ہی صنم | سانس ادہر آئی اودہر اوسکا بدل نقشا گیا
بال کی رہتی ہی پہانسی کی لیپی لف دوتا | جو ہوا گیسو کا عاشق اوہین لٹکایا گیا

نقل کرتا تھا مری چونی کی ہنسی مل کے وہ شوخ
جب کہا یا آینہ سینے تو وہ شرما گیا

درد دل سی گر کراہوں میں تو وہ بد خو کہی
ایسا چلاتا ہی کافر مغز بیرا کہا گیا

۲۰ رات سنبل زار گیسو میں ہمارا دل وقار ۷
ہوگیا ہم سے جدا قصہ مٹا جھگڑا گیا

جانتا ہوں میں خوب حال ترا
تو کہاں ہے کدھر خیال ترا

منحرف الف ہی تیرا قد
نہیں ممکن ہے اتصال ترا

سرو آزاد ہے گل تر ہے
سایۂ قد ہے بے مثال ترا

کارفرما ہے تصور سے
ہجر میں بھی رہا وصال ترا

ساری عالم کے نقص ہیں تجھ میں
ہے بڑا سب سے یہ کمال ترا

دل میں کچھ ہے زبان پر کچھ ہے
حال کے ہے خلاف قال ترا

۲۱ اور محبوب ڈھونڈھ ورنہ وقار ۸
تجھکو کیا جائے گا ملال ترا

امتحان جب کیا ہر چاہنے والا بھاگا
ہاں مگر ایک نہ جانباز تمہارا بھاگا

دل نہ تھامے سی تھما اور تڑپ کی سے کا
شب فرقت میں بھی چھوٹ کی تنہا بھاگا

دل نے کی پہلو تہی لی گیا کروٹ جو شوخ
ہی یہ سچ اپنا جو کھسکا تو پرایا بھاگا

دیکھا جو پھر کی شہ دل کھولی نگاہیں سینکیں
خواب میں بھی جو ملا یار تو ایسا بھاگا

ناتوان کیا کوئی جھیلے جو کڑے ہوں پٹکے
آیا وہ حسن جوانی پہ تو سایا بھاگا

یاد آتے ہی تری ساتھ کا سونا یجان
ہوکے بیتاب لحد سے مرا مردا بھاگا

کیا قیامت تری رفتار کا ہی چال چلن
فتنۂ حشر جسے کہکر اوٹھا بھاگا

۱۲ — خوب تم نے بھی وقار آج بقول استاد — ۲۲
ہر جگہہ ساتھ نئے لطف کے باندھا بھاگا

غم مرا آپ اگر کھائیے گا
اب سے غمخواروں میں کہلائیے گا

یہ نہ امید تھی جب آئیے گا
غیر کو ساتھ لگا لائیے گا

کسنے کے پنجۂ مرجان کے جلا
مہندی ہاتھوں پہ نہ ملوائیے گا

یہ نہ ہو وقت نکل جائے کہیں
بات رہ جائیگی رہ جائیے گا

دل کو رکھئیے گا کف رنگین پر
آگ پر پارے کو ٹھہرائیے گا

رات کے بوسوں سے ہیں نیلی گال
منہ پہ یاروں سے نہ کہوائیے گا

سوز فرقت سے سراپا میرا
شمع کی طرح نہ پگھلائیے گا

مہربان عرض کروں کل کی دن
چاند کی طرح نہ چھپ جائیے گا

ٹکرا کہاؤ گے ورنہ صاحب
خاک گلیوں میں نہ چھنوائیے گا

مول سے سود ہے پیارا مجکو
اپنا معشوق بھی بلوائیے گا

اب میں کہ بیٹھوں گا اینڈی بینڈی
بس زبان میری نہ کھلوائیے گا

۷ — دل یہ کہتا ہے کہ دیوان وقار — ۳۳
اپنا اب آپ سے چھپوائیے گا

ردیف بای موحدہ

ہین شب غم دل و جگر بیتاب
رشک سیماب و برق ہر بیتاب

مضطرب جان ہے جگر بیتاب
ایک ہین اودہر اودہر بیتاب

سنگ ہین تو نہو شرر بیتاب
میرے سینے مین دل ہی پر بیتاب

مضطرب حال صبح سے تا شام
شام سے دل ہے تا سحر بیتاب

کیا بیان ذکر مرغ بسمل کا
مجھسے بڑہ کر ہے وہ مگر بیتاب

لکھون خط مین جو دل کی بیچینی
مثل بسمل ہو نامہ بر بیتاب

۲۳

مین ہون مضطر وقار بستر پر
یا کہ پارہ ہے آگ پر بیتاب

۱۱

ملا لب سے مرے ابتو ذرا لب
کہ آئی جان ہی سینے سے تا لب

نہین ہے یان ہوای چشمۂ خضر
تمہارے ہین مجھے آب بقا لب

جدا وہ غیر سے اک روز ہوگا
کہ لازم ہے نفاق روح و قالب

لیے منہ مین ادہر صحت ادہر تھی
مگر ہین یار کے حب الشفا لب

نہوگا سینہ تاب اے یار سینہ
نہ لوٹین گے کبھی لب کا مزا لب

خموشی مین ملا گوہر صدف کو
نہ پایا کچھ ہوئے جسوقت وا لب

ابھی مقراض سے پرزی اوڑاون
جو ہون حرف غرض سی آشنا لب

نہین ہے چشم خونی کا تری خوف
مسیح عہد ہین تجھسے نما لب

فلک پہ چار سو آئین کا غل ہو — ہلین میرے جو ہنگام دعا لب
جگہ سے ملتے نہین حروف طرب کو — غمون سے سینہ و دل ہین لبالب

٢٥ وقار اسد دے آب گہر بھی ٥
جو بخشتے ہین صدف کی سی صد لب

منہ لگاتی ہی تری ہی جام سی ہر شراب — اپنی کم ظرفی کی کی کھلاتی ہی جو ہر شراب
گر نہ پی ای محتسب تو پی مگر یہ تو بتا — ڈہائی کی کیا قلعۂ اسلام چلو بہر شراب
ہی تبرک ایک بھی ساقی کا ساغر و ہم — پینی جب بیٹھی تو پی اوٹھی گھڑی بھر بھر شراب
جو کہی سی چو کھا ہی ٹہرا دست ساقی کا بھی — ورنہ اعلی قسم کی بدتر سی ہی بدتر شراب

٢٦ ہجر ساقی مین شکر کی ہو کہ قند ہی ہو وقار ٨
مجکو کڑوی نیم کے پتون سی ہی بڑہکر شراب

ردیف بای فارسی

رخ سی لٹ زلف کی ہٹائین آپ — تیرہ روز دن کی شب گھٹائین آپ
قہر ہے ہمسے منہ چھپائین آپ — ٹہنڈی آہون سی دل جلائین آپ
چاند سا منہ سبھی دکھائین آپ — آگ دل کے مرے بجھائین آپ
ہم سبھی جائین گے آج اور جگہ — گر نہین آتے ہین نہ آئین آپ
ایسے شوخی نہ پیش جائین گے — کوئی فقرہ نیا بنائین آپ
سو رہین یان خدا پہ کر کے نظر — دل مین کچھ اور شک نہ لائین آپ

خوش نہین یہ زنانے نکٹو رسے
ناک ہوں غیر پر چڑھائین آپ

٢٧
کوئی جا کر وقار سے کہدے
کوچۂ عشق مین سجائین آپ
٩

ردیف تای فوقانی

جب سے صبا نے سرو کو تیری سنائی بات
کہتا ہے کچھ نہ سنتا ہے اپنی پرائی بات

شیرین زبان ہین کتنی وہ فضل الٰہی سے
میٹھی لگی ہے کڑوی بھی گر لب پہ آئی بات

پیس پیس کے غم سے خون ہوا گو دل حنا
سرخی پائی یار کی ہرگز نہ پائی بات

اکبار بھی نہ کہہ سکا لکنت کی وجہ سے
سو بار گو کہ وصل کی ہونٹھون پہ آئی بات

نام خدا نہ جانتے تھے سات پانچ آپ
سب بول چال کی تمہین ہمنے سکھائی بات

مین نے کہا کچھ اوس سے تو غیرون نے کہدیا
کمسن تھا اس سے دل مین اوسکی سمائی بات

بے اختیار رونے لگا منہ چھپا کے وہ
مرنے کی میری بزم مین اوسکی جو آئی بات

اوس غنچہ لب کا کچھ نہ دہن تنگ سا ہے تنگ
سو بات گر کہین ہین تو اک کان آئی بات

٢٨
کوتاہ تھے وقار یہ میری شب وصال
بس صبح ہوگئے کوئی ہوئی نہ پائی بات
١٠

عیان قد سے ہین آثار قیامت
سراپا ہین وہ اسرار قیامت

نہین کھلتا نقاب روے دلدار
نہین ڈھہتی ہے دیوار قیامت

تمہاری زلف ہے دیوان محشر
تمہارا قد ہے سرکار قیامت

بہارِ کشتگان سے ہے قتل گہ مین — پھلا پھولا ہے گلزارِ قیامت

متاعِ عدل کی سوداگری ہو — کھلے جس وقت بازارِ قیامت

وہ ترک آج آئی تو برسون مین آئی — کہ ہے رفتار رفتارِ قیامت

ازل سے ہے ملامت کا تری عشق — قدیمی ہون گنہگارِ قیامت

ہجومِ خلق سے ہے کوچہ مین اوسکی — مگر ہے آج دربارِ قیامت

تماشا تیری مقتل کا جو دیکھے — کرے منکر بھی اقرارِ قیامت

وقار اب تم لکھو یہ مصرع طرح
قیامت ہی غمزہ او ر قیامت

ردیف تای ہندی

سِن تیری سوتا ہون ایک ہی کروٹ — دوئی سمجھتا ہون لینا مین دوسری کروٹ

شبِ فراق مین دل کی تڑپ کی گھٹ گھٹ کے — نہ آئی نیند اوسی تا سحر کسی کروٹ

جو ساتھ سوتا تو ملزم تھا بخت برگشتہ — نہین ہی شکوہ اگر اوسنی پھیر لی کروٹ

ضعیف عمر مین تھی اسقدر رہوئی قوت — ہوا اودکا جدہر میری پھیر دی کروٹ

لپٹ کے سوئی گا وہ خطِ توامان کی طرح — مرا زمانہ اگر لے گیا کبھی کروٹ

یہین نہین ہون کہ بہونی نون اوسکی ہٹ پور کے — پھری جدہر سے سولاؤن اوسی اوسی کروٹ

وقار اور بھی پہلو ہی رات تھوڑی ہی
نہ رکھو شاہد معنی کو تم اسی کروٹ

ردیف ثای مثلثہ

وصل کا آپ نی پہلی کیا اقرار عبث
بعد اقرار کی ای یار ہی انکار عبث

کیا نہتا چھیلنے کو سبزۂ عارض کافی
رکہا زخمون پہ مری مرہم زنگار عبث

خلق ہی ہوتے ہی ابرو مژگان پہ ترکے
ہاتہ مین لی ہی چھری باندہی ہی تلوار عبث

بیشتر پیس چکی چشم کی تیری گردش
اب مجہی روندتی ہی شوخی رفتار عبث

(۳۱) (۵)

کیا پڑی ایسی کسی کو جو سنی کوئی وقار
طوق کا شور عبث بیڑی کی جہنکار عبث

ردیف جیم تازی

جسدن سے چھوٹ مجہسے ہوا یار کا مزاج
بگڑا ہوا ہے چرخ ستمگار کا مزاج

سرمہ کیا جو ترک ملک رہوئی وہ چشم
پرہیز سے بگڑ گیا بیمار کا مزاج

کاوش ہلا سکے پائی مری پا کی آبلے
ملتا نہین ہی دشت مین ہر خار کا مزاج

ای یار یاد رکہ کہ نہین دلمین تاب ضبط
ہی فرض پوچھنا مجھے اغیار مزاج

(۳۲) (۵)

اپنے مزاج خوش کی سناؤ نوید تم
پوچھو وقار سے نہ گنہگار کا مزاج

ردیف جیم فارسی

بیکار حسن قتل مین تیرا ہی یار سوچ
سر افگنون کو ہو نہ دم کارزار سوچ

سکے نہ کام روئی سی لب ای ول حزین
ہمنے کہا تھا پہلے ہی انجام کار سوچ

اوچھا اگر ہے وہ گل تر خار خشک سہی
اے دل شتاب تو بھی کوئی گلعذار سوچ

ہوگا وہی جو ہونا لکھا ہے نصیب میں
سنے فائدہ ہے کوئی کرے ہزار سوچ

۳۳ ۶

خامہ اوٹھایا اور غزل لکھدی ہے وقار
ہمکو نہیں پسند ہے یہ بار بار سوچ

قشقہ پیشانی پہ تو اے بت بے پیر کھینچ
ایک قلم خط ستم بر خط تقدیر نہ کھینچ

دل بیتاب کے تسکین تو ہونے دے ذرا
میری پہلو سے کماندار ابھی تیر نہ کھینچ

صدمہ پونہچے نہ کلائی کو کہیں اے قاتل
دست نازک سے ترے زور سے شمشیر نہ کھینچ

آتش رشک سے جل جائیگا پروانہ سبھے
بزم میں شمع سے [illegible] کی گلگیر نہ کھینچ

کھینچ کر دون میں نہ بیمار کی بہاری زنجیر
نرگسین چشم میں سرمہ کی تحریر نہ کھینچ

دور کھینچتا ہے تو عشاق سے کھینچ اے مانی
ورنہ بے چوچلی اس شوخ کی تصویر نہ کھینچ

نگہ تیز نہ جب کھینچی ابرو اے ترک
اسکمان میں تو خدا کے لیے تیر نہ کھینچ

۳۴ ۸

جل نہ جائیں کہیں خرگاہ سماوات وقار
آہ پر سوز خدارا دم تقریر نہ کھینچ

ردیف حای حطی

ساقی شتاب ہے مجھے جام شراب صبح
گردش میں آگیا قدح آفتاب صبح

ہے تجھ سے زندگی مری اے آفتاب رو
خورشید کی وجود سے ہے آب و تاب صبح

پائے کوئی حسین نہ آگے ترے فروغ
چمکی نہ پیش مہر کبھی ماہتاب صبح

تنویر آفتاب کی داغ جگر مین ہے — ہے صبح خندہ چاک گریبان جواب صبح

اوس صبح رخ کو شام کی پڑی مین دیکھکر — کی اصطلاح زلف کی ہمنی نقاب صبح

موی بدن سفید ہوئی چونک آنکہ کہول — اچھا نہین ہے ایدل بیہوش خواب صبح

آیینی مین نہ چوم رخ پر عرق کا عکس — ای مائہ حیات ہی ممنوع آب صبح

٣٥ سچ ہی وقار حضرت کشفی کا یہ سخن — چون گل شگفتہ غنچہ دل از سحاب صبح ١٦

کسی کا ہے مجھپر عتاب اسطرح — خدا کا نہو گا عذاب اسطرح

کبھی ساتہ نالی کی روئین جو ہم — نہ گرجے نہ برسے سحاب اسطرح

ہوا سے تمہارے کیا گرد باد — ہوئے میرے مٹی خراب اسطرح

گل تر کا تختہ ہر اک صفحہ ہو — بھرون وصف رخ سی کتاب اسطرح

تکلف کو تکلیف بس دی چکے — ستم وصل مین ہے حجاب اسطرح

کمر بال سے پتلی بل کھا گئی — نہ دو موی گیسو کو تاب اسطرح

شب وصل چونکے نہ تا صبح ہم — سر شام سے آیا خواب اسطرح

مژہ سے ٹپکتے رہین اشک شور — کرون اپنے دل کو کباب اسطرح

پڑی چھینٹ خون کی نہ جلاد پہ — رہا ضبط مین اضطراب اسطرح

اگر دیکھتا داغ دل کے مرے — چمکتا نہ پھر آفتاب اسطرح

جو تیرے پسینے مین نکہت ہی یار — نہ خوش بو ہو عطر گلاب اسطرح

جمال آئینے کے جو ہو رو برو — چھپا لے اوسکے منھ پر نقاب کی طرح
اوٹھا کے ساغر عشرت [illegible] — پلا آج ساقی شراب کی طرح
کیا زلف کو روز عارض کو شب — ہوا عقل کا انقلاب کی طرح
قمر [illegible] جمالی کا شگفتہ تھا شب — ہوئی اوس سے روشن آفتاب کی طرح

٣٦ — کہو آج حضرت سے چل کر [illegible] — ١٢
کہ [illegible] جواب کی طرح

[illegible] — ہاں پریشان ہوئی گیسو کی طرح
رنگ [illegible] عاشق کا — [illegible] کی طرح
کیا کسی کا گل [illegible] جلوہ — آنکھ جب کھلی [illegible] آہو کی طرح
ہمسری [illegible] بالا [illegible] — [illegible] لب جو کی طرح
تیر [illegible] مژگان [illegible] — [illegible] کی طرح
[illegible] — چاک سینہ [illegible] گیسو کی طرح
یار [illegible] — [illegible] ترازو کی طرح
[illegible] — [illegible] دل [illegible] ترازو کی طرح
تیغ [illegible] — [illegible] بازو کی طرح
جب [illegible] کرتا ہوں [illegible] — [illegible] نظر آتی ہے گیسو کی طرح
[illegible] نظر میں [illegible] چشم [illegible] — [illegible] ترازو کی طرح

۳۴ — ۵

چمن میں حسن ہی کون ہے سا بچہ سا وقار

ولی دنیا میں ہیں گل مدام سوں جا بجا لعل

ردیف خا

روتی ہی کیوں نہ ہو میری آنکھیاں سرخ
ہوتی ہی جیسے برگ لالہ بہار سرخ

گیسو کی کالی رات سی ہی پیچ و تاب لال
مارے سپند یاد و شعلہ سیہ دار سرخ

سنا جو یار کی سی رخ کو شرم میں
گل ہی چمن میں گیا ہو اک خار سرخ

سرخی چشم و دست رخ و لب سی یار
تو لالہ گل کا رنگ تو کم نکلا یار سرخ

۳۸ — ۸

نیرنگیاں وفا سے میں حسن عشق کی

چہرہ ہمارا زرد ہی اور ہی یار سرخ

ردیف دال مہملہ

خیال یار میں ہے چشم تر سپند
اگر ہے جا میں ابرو سے شکر سپند

بلا سے خال رخ وہ ہے یار کیونکر
نہ کیوں رہا غم کی آگ جیسے سپند

نہیں سنتا ہے وہ نالی ہمارے
دھواں کا ہو گیا باب اثر بند

ہوا مکتوب جب اوسکو لکھا خط
ہزاروں ہے جوڑی بند بند

جدا ہوگا سپند سپاند و گیا ہوا
ترا گھر ہے نہیں ہی حصن دربند

کیا اسرار کہتا ہے قاصد
لفافہ پیشتر لکھی سی کر بند

مچایا غل ہے جیسے شب وصل
زبان کرنا نہیں مرغ سحر بند

۳۹ وقار اسمین تڑپ دل کے لکھے ہے
نہین ہی خط نگر ہی مرغ پر بند ۱۲

اس وجہ سی ہوا دہن دلستان پسند
ہون نام بی نشانی کا ہی لامکان پسند

عاشق پسند تو ہی قمر آسمان پسند
سچ ہی کہ اپنی اپنی ہی یہ جان جان پسند

یکرنگی کو نہین ہی مری این و آن پسند
ہی خار و گل پسند بہار و خزان پسند

سودا ہی زلف یار بی کافر کیا مجھے
ساری جہان سہی ہی مجھی ہندوستان پسند

تازہ اوسکا ہی چلین تھی نیاز اپنا ہی طریق
وہ ہی وہان پسند تو یہ ہی یہان پسند

داخل کرین نہ ہیچمدانون مین آپ کو
کیون وہ کمر پسند ہو کیون وہ دہان پسند

سہل الحصول گر کوئی گل ہی تو خار ہی
واقع ہوئی ہی اپنی طبیعت گران پسند

چاہا نہ خون حیات مین خنجر بی یار کی
سگ نی ہی بعد مرگ کہین ہڈیان پسند

ہر وقت ہمنشین یہ مرا بول بالا ہے
نغمہ مرا پسند ہی میری فغان پسند

کرتا ہی آسمان نئی چالون سی پایمال
آتی نہین ہین ہمکو یہ اٹکھیلیان پسند

شوخی و ناز و عشوہ و غمزہ کا ذکر کیا
جھڑکی تری پسند تری گالیان پسند

۴۰ اب شاعران حال مین اوس شوخ کو وقار
میری زبان پسند ہی میرا بیان پسند ۵

ردیف دال ہندی

تمھین اپنی صورت پہ اتنا گھمنڈ
خدا کو نہین خوش کسی کا گھمنڈ

یہ اک چھاؤن ہی چلتی پھرتی ہوئی
پھر اس دولت حسن پہ کیا گھمنڈ

ترا زلف و گیسو پہ غرّا غلط
ترا چشم و عارض پہ بیجا گھمنڈ

سمجھ حسن عارض کو تو عاریتی
نکر عاریتی پر خدارا گھمنڈ

۴۱ تکبر خدا کو ہے لائق وقار
اوسی کو سزاوار و زیبا گھمنڈ ۵

ردیف ذال معجمہ

برای نام تو دیکھے ہزار کے تعویذ
ندیکھا ایسے کہ جیسے ہین یار کی تعویذ

پس وفات بھی آفت ہی کچھ نکتہ خاک
کھلا یہ راز جو دیکھے مزار کے تعویذ

چمک نی عقد ثریا کی یاد دلوائی
شب الم مین ثریا نثار کے تعویذ

پلایا دھو کے نہ تعویذ اوسکی ہیکل کا
تپ فراق مین گھولی بخار کی تعویذ

۴۲ یہ خوب نقش ہی اغیار و یار کے دل پر
کہ دونون چلتے ہوئی ہین وقار کی تعویذ ۶

ردیف رای مہملہ

غیرت گلزار ہی چاک گریبان کی بہار
کوچۂ زخم جگر مین ہی خیابان کی بہار

تیغ میری قتل کو موج تبسم بن گئے
چاک دل کو کر گئی لبہای خندان کی بہار

غنچہ و گل سنبل و ریحان یہ لاتی ہی خزان
عارض و خط و دہان و زلف پیچان کی بہار

شمع کا ہوتا نہین فانوس مین شعلہ نہان
کس طرح زائل ہو خط سی ہی تابان کی بہار

لعل پیکانی نہیں لیتی ہیں جو کوڑی کی مول — خون عاشق سیتی ہوئی ایدھونکی پیکان کی بہا
خوشبو پیچان کی کہلاتی ہی پھول آپ تیغ کی — کشتگون پر جسم کی ہی زخم خندان کی بہا

۳۳ ۱۱

وہ گلی جسمون کھلی ہین جو صفت مین ناک حور کی
باغ جنت سیتی ہوا افزون ہی دیوان کی بہا

جب کہ پہنا سا لگا چھاتی پہ جو را دیکھکر — کیا ہی میٹھو لگا مین اوس بالو بلکو بکھرا دیکھکر
شہر میں ظالم ہوئی ہی حسن سیتی پر ستم — گل کا بدلا رنگ بلبل کو غش آیا دیکھکر
سیر کی ہوتی نہ کچھ اوس گلبدن یار و جہان مین — صرف الفت کبھی اپنا پیارا یار دیکھکر
توڑنا ستا دم کوئی یارون کی کوئی پیرہان — سیم کی بانہن سی [illegible] کا توڑا دیکھکر
بیٹھتا ہون [illegible] کی پر دہون کی [illegible] — مصرع برجستہ سو جیا قد بالا دیکھکر
دلکو چھیڑی [illegible] الفت کی [illegible] — حسن کو آفت گری مین کار فرما دیکھکر
[illegible] کو [illegible] گلستان [illegible] — یاد جو ہر [illegible] شریا دیکھکر
تھرتھرا کی شمع ساقی [illegible] جانان کی [illegible] — غش ہوا پروانہ عارض کا تجلا دیکھکر
کیا نئی سوجھی ہی [illegible] آگ سیماب کی — عارض گلرنگ اوسکی پسینا دیکھکر
کر شب فرقت کا غم [illegible] روز وصل — عقل حیران ہی مری نیرنگ دنیا دیکھکر

۳۳ ۱۱

رہ گیا پاس ادب اوٹھ کی ہاتھ اپنا [illegible]
ورنہ تھا [illegible] دل مین اوسکو تھاما دیکھکر

آیا جو رات یار ہمارے ہی پلنگ سے [illegible] — تا صبح ہو ری زلف سنواری پلنگ سے [illegible]

اے جان ہم ہوں گور کنارے پلنگ تے
تن تنگی غیر بیٹھیں تمہارے پلنگ پہ

بیٹھا ہے پاس وہ تو بیٹھی ہو گی بن
لیٹا نہ کبھل کی شرم کی مارے پلنگ پہ

دامن میں لاتری کی چھپا تھا ملا نہیں
ہر چند ڈھونڈا مرگ نے سارے پلنگ پہ

اوس سے کہا کہ آج میں سو رہو ں گا
کیا کون ہے ہم سوویں تمہارے پلنگ پہ

گردش میں ہاں ہیں جی ستارے کی آنکھ کی
افشاں کچھ نہ ہی اوڑتی ہیں سارے پلنگ پہ

اگر ہم ہیں نہ پاس تو آئی یا چھپا ست
چھپتی چاندنی کی ہے ہمارے پلنگ پہ

کب چھٹ جنگ میں نہیں پائی کمر کمر
کب چھوٹتی نہیں ہیں ہزاری پلنگ پہ

اوڑتی وہاں پلنگ تے افشاں کی زری ہیں
آہوں کی ہیں بہار ہے شراری پلنگ پہ

سہتی ہے ہجر یار کہ رہتی ہی ہی
ہو تی ہیں آج واری نیاری پلنگ پہ

٢٥ کس دن نگاہ دامن چین میں وفا ٩
کس شب نہیں ہیں تنگی نظاری پلنگ پہ

ابتک ہمیں یاد ہیں چھپا لعل بدخشان پہ
حنائی وسعت کی ہی سب ہم کو مستان پہ

جبیں ہی چھٹ کی افشاں حجاب کر نہ سا جاتا
گرتی وہی کی چھپتی جگنو کی ہے تابان پہ

تمہاری قید گیسو میں ہی پر بہی نہ بھولی ہم
اسیر طائر جان نے کیا دیوار زندان پہ

رخ و ابرو و خال و زلف کا مضمون جب باندھا
نظر لو پہچی نہ سنبل خورشید و کیوان پہ

سمجھا نہ وہ مرد میں جہلا فرق عزرائیل
نوازش اسقدر کی ناتوانی نے مرے جان پہ

یقین ہے قیصر و فغفور بیں جا کا ہی حسابا
کر سو اینوں پچخت کی بلندی ہے بیابان پہ

نیائی آبداری بوند بہر بہی دُرِّ غلطان نی — مگر غصہ سہی کڑکڑ دانت پیسی اوسکی دندان پر
اونہین کیا فکر میری داغہای دل کی مرہم کی — چڑہاتا چادر گل کون ہی گور غریبان پر

(۴۶) وقار اصلاح میری حال کی تسلیم کرتی ہین
سدا چہایا رہا ابر سیہ میری گلستان پر (۸)

دوڑتا ہی دل مرا یون موی زلف یار پر — جس طرح چڑہتا ہی نٹ پہندیا کی کچی تار پر
جلوہ تعویذون کا یون ہی لف عنبر بار پر — طایرونکا غول اوڑتا جسطرح ہو مار پر
وقت گریہ چاہیے وہ مال مژگان پر مری — ڈالتی ہین پہ چہتی برسات مین دیوار پر
یہ رچا ہی زہر رگ رگ مین تمہاری لف کا — کاٹتے ہی چہالا پڑ جائی زبان مار پر
پہنکڑی اک کہیری مارکر پر عندلیب — لاف ہمرنگی جو ماری گل تری رخسار پر
پشت پر آیینہ کی تصویر طوطی دیکہکر — سبزہ کا کہایا ہی دہوکا یار کی رخسار پر
دیکہکر وہ گوری گوری سینہ پر بہٹی سیاہ — ہلنیکی کہتے ہین کہلا سوسن کا غنچہ نار پر

(۱۷) کون ہی جسنی مرا لوہا نہین مانا وقار
سر مین کاٹون گا کسی کی خنجر خونخوار پر (۷)

آج بیٹہی ہین وہ پہلو مین سنبہالی خنجر — حیف ہی دل کی نہ ارمان نکالی خنجر
ہاتہ مین رہتا ہی ہر وقت جو اوس کافر کی — دیکہی اور نہ کچہہ شاخ نکالے خنجر
دل بی جوش ہوس اسمری الفت کا شوق — چاہتا دل ہی کہ سینی مین چہپا لی خنجر
خوف کیا ہی نظر و ابرو و مژگانکا تری — ہمتو کہا یا کئی ہین چہپان بہالی خنجر

اگر گلی سی ملی شمشیر تری ای قاتل — دل بیتاب بھی آنکھون سی اوٹھا لی خنجر
رگ وپی جسم کی میری کوئی باقی نرہی — دل کی اچھی طرح تو توڑ لی چپلے خنجر

(۴۸) (۵)
آسمانکو یہ ہی ضد قتل اگرچاہون وقار
دست قاتل مین ہنین دی کی گا لے خنجر

ردیف رای ہندی

ای ترک وزر و زکا جھوٹا بہانہ چھوڑ — ورنہ مری گلی کا تو تسمہ لگا نہ چھوڑ
گلچین کے ساتھ ہی صیاد و بلبلو — بگڑی ہوا ہی باغ ہی دو آشیانہ چھوڑ
قسمت کا جو لکھا ہی وہ گھر بیٹھی آئیگا — چلکی کی طرح دی تو کوئی فکر دانہ چھوڑ
قارون تو لی گیا مگر اس عہد کی بخیل — جائینگی اپنا اپنا یہین سب خزانہ چھوڑ

(۴۹) (۶)
یہ اچھی شکل والی بری ہین نہ دل وقار
مختار تو ہے کہہ چکے ہم چھوڑ یا نہ چھوڑ

ردیف زای معجمہ

ایجاد کئی اوسنے وہ انداز پر انداز — استاد ہی فتنہ کا ہو شاگرد ہر انداز
رخنہ سی در انداز کی ہین وزن در بند — گھر کی خبر ابتک نہین او خانہ بر انداز
پھونکا ہی مجھی گرمی رفتار نی کسکی — جو چلنی مین میل ہی برنگ شرر انداز
سو بار چڑھی چرخ پہ ہار وقتی ہی ہر — تیر اسمانیا ئی کی کبھی فتنہ گر انداز
تاکا تری مژگان نی جسنی رسی مارا — ایسا نظر آتا نہین کوئی قدر انداز

(۵۰) مژگان ہی چھری تیر نظر نیزہ ہی قامت
ابرو ہے وقار اوسکی مگر تیغ سرانداز (۵)

ردیف سین مہملہ

پھٹ پڑی ہی بہار اب کے برس
مست ہین بادہ خوار اب کے برس

ہے بلا کے طرح خیال زلف
سیر سے سر پر سوار اب کے برس

برق سی سبھی رہے کہ ہے خود سر
نالہ شعلہ بار اب کے برس

آتے ہین بیڑیان بنانے کو
چار سو سے لوہار اب کے برس

(۵۱) اس کا ہو گا فسانہ اگلے سال
یہ جو کچھ ہے وقار اب کے برس (۹)

ردیف شین معجمہ

درد کو یار مری سر کی تلاش
اور سر کو ہے تو پتھر کی تلاش

جستجو جو مجھکو شراب ناب کی
شیخ کو ہے آب کوثر کی تلاش

بس ہے اک تیر ترازو آپ کا
طائر جان کو ہے شہپر کی تلاش

یا مژگان مین چھرے کی جستجو
یا دابرو مین ہے خنجر کی تلاش

خاک کو ہی یار پر دل لوٹ رہے
کون ہی جسکو ہے بستر کی تلاش

جز کفن پایا فرشتون نے نہ خاک
گو بہت کی جسم لاغر کی تلاش

کوچہ جانان مین دل پونہچائے گا
ہم نہین کرنے کی رہبر کی تلاش

سست یاد چشم ساقی سے کیا
جست و جو ہی کی نہ ساغر کی تلاش

وصف گیسو خط میں لکھا ہے وقار
مجھکو ہے کالے کبوتر کی تلاش

ردیف صاد مہملہ

میں آشنائی زمانہ میں مبتلائی حرص
باندہی ہیں توڑ توڑ کی امن میں پائے حرص

قارون کی مرگ سی یہ سمجھا ہوا ہی حل
جی لی کی جائیگا مرض لا دوائی حرص

موقوف لطف پہانسنا کرتی نہیں اسے
کالی بلا کی سر پہ چڑہی ہی بلائی حرص

ناغ کمان کو تیر کا ہرگز نہیں ہی ہم
نے کہٹکے چین کرتی ہیں نا آشنائی حرص

زر گر گیا تو چاک جگر گل کا ہو گیا
المختصر وقار یہ ہے انتہائی حرص

ردیف ضاد معجمہ

ہی عاشقوں کو وادی پرخار سی غرض
ہرگز نہیں ہی خلد کی گلزار سی غرض

وحشت پسند کو تری مطلب ہے وحشت سے
رکھتا ہی گہر سی کام نہ بازار سی غرض

بی کہٹکی آؤ جاؤ اندہیری اوجالی میں
کیا غیر کی ہی آپ کو گفتار سی غرض

زنار و سبحہ کو میں سمجھتا ہوں ہیچ و پوچ
اپنی نہیں ہی کافر و دیندار سی غرض

سنبل سے آنکہہ پٹی نہیں ہی نہ پہر پہر
ہی تیری قد و کاکل خمدار سی غرض

مسجد الگ [illegible]
[illegible] سی غرض

٥٤ عاشق ہون جیسے ابروِ خمدار پہ وقار
رگ رگ گلی کی رکھتی ہی تلوار سی غرض ٧

جو ہون پر ہی تری یار بہار عارض — ماہ قربان ہی خورشید نثار عارض
سایہ جبین ابر سیہ زلف رسا کا تیری — طور کی شمع بھی آئینہ دار عارض
لیل گیسو تری بہائی ہی سیہ بختی کو — طبع روشن کو پسند آیا نہار عارض
خال ہر مہ گانہ پونہچا ہی کا کیا کیا صدمہ — دیکھہ ایجان جہان تنگ ہی بار عارض
جلوۂ طور سے روپوش ہوا نظارہ — خاک پھر آنکھہ ہو موسی کی دوچار عارض
ماہ مین تیری جبین کی خنکی کا جلوہ — مہر محشر مین ہی کچھہ رنگ بخار عارض

٥٥ معتبر سادہ ورق لکھنی سی ہوتا ہی وقار
خط نوخیز ہوا وجہ وقار عارض ٧

ردیف طای حطی

خون قاصد سے کوکہ لکھا خط — آیا تو ترک بیوفا کا خط
کوئی دنیا مین پڑہ نہین سکتا — خط تقدیر سے ہمارا خط
جبکہ لکھکر زمین پر پھینکا — مرغ بسمل کی طرح تڑپا خط
فقرہ کسکا چلا نہ کوئی لفظ — اوسنی لکھوا کے ایسا بھیجا خط
غیر کے نام کا لکھا تیرا — سرہ آج ہمنے پایا خط
بار غم کے جو سے لکے تھے مضمون — نامہ بر سے اوٹھا نہ میرا خط

٥٦ شکر خالق کی مین کرون سجدے — ای وقار اونکا آج آیا خط ٩

کیون نہ اچھا ہو دلربا کا خط — ہے لکھا دست کبریا کا خط

ہو گیا دیکھکر مجھے سودا — اوس پری کا تھا کس بلا کا خط

بولے پڑھکر لفافہ کو میرے — یہ نہین ہے میرے آشنا کا خط

لاجوردی ہے صاف پر ہالہ — چشم مین کب ہے توتیا کا خط

مانگ خط استوا ہے تیرے — مہ و خورشید کفش پا کا خط

سخت کافر ہی وہ بت عیار — نہ پڑھے بندۂ خدا کا خط

عجز و منت کو پڑھ کے بولے وہ — نہین آتا ہے خوش ریا کا خط

وہ مٹاتے نہین خط عارض — ہین مٹاتے مگر خدا کا خط

(٥٧) کیون تڑپتے ہو تم وقار اوٹھو — لو مبارک ہو دلربا کا خط (٧)

ردیف ظای منقوطہ

نہ میزبان ہے یہان تو نہ مہمان محفوظ — مگر ہی ظلم رسائی سی آسمان محفوظ

شبانہ روز مچاتے ہین بین معاذ اللہ — نہ طوق شاد ہی مجھسی نہ بیڑیان محفوظ

یہ سچ گئی مری رگ رگ مین تلخکامی ہجر — ہوا نہ کہا کی سنگ یار ہڈیان محفوظ

ہوا یہ بگڑی ہی ان وزون ملک سخن کی — نہ نکتہ ور کوئی خوش ہی نہ نکتہ دان محفوظ

مین چھوٹی منہ سے کہون کیا بڑائی خالق کی — ہوئی وہ تشنگی مری غم کی داستان محفوظ

یہان ہی رنج معیشت وہان ہی دی گناہ — نہ کوئی شاد یہان ہی نہ ہی وہان محفوظ

۵۸
تری کرم سی ہزارون وقار ہین شادان
تو رہیو فضل الٰہی سے جاودان محفوظ
۵

ردیف عین مہملہ

روشن ہی میری قبر پہ گرچہ ہزار شمع
بخت سیاہ گل کری گل ایک بار شمع

جلنا جو تھا نصیب مین ان کی بعد بھی
چربی سی میری ڈھالتی ہین غمگسار شمع

ہرگز نپائیگی تری رخ کی سی روشنی
لیکر چراغ خلق مین ڈھونڈہی ہزار شمع

کیا ہو کسی حسین کو تری روبرو فروغ
سورج کی آگی جلتی نہین زینہار شمع

۵۹
دو پھول بھی وقار چڑہا سکے نہ ایکبار
پھر لائی خاک قبر پہ وہ گلعذار شمع
۵

ردیف غین منقوطہ

بادۂ الفت سے ساقی کی کیا ہی تر دماغ
کیون نہو مجھ رند کا عرش معلی پر دماغ

پتی پتی سے ہی جلوہ گلشن فردوس کا
باغبان کا ہو سمہ گل مین ملی کیونکر دماغ

ہم نہ کہتی تھی بہار ہی ہیل گل کی کان مین
شور سی خالی نکرا ہی بلبل مضطر دماغ

سرکشی کرتی ہی ہر شاخ گل بی نشہ مست و
گاو ریش اکثر ہوئی نوکیسگی سی خر دماغ

۶۰
زور روز رہی فضل رب ہی ساتہ اپنی اے وقار
ہمسری کر سکتی نہین کوئی پری پیکر دماغ
۵

ردیف فا

میل دل کا جو ہوا اوس قد بالا کیطرف
آنکھ اوٹھا کر بھی نہ دیکھا کبھی طوبی کیطرف

ہی یہی لطف کہ صحبت ہی ہا ہمجنسون مین
ہم ہون یوسف کیطرف تم ہو زلیخا کیطرف

چھوڑ کر الفت رخ زلف سی سودا ہے مجھے
دل مین ہی جا ہی کبھی ہی کلیسا کیطرف

شہر مین جی نہین لگتا ہی اب وحشت دل
کھینچکر تو مجھی لیچل کسی صحرا کیطرف

۶۱ — ۵

کاوش اس مرتبہ ہے خار بیابان کو وقار
گرم پڑتے ہے نظر آبلۂ پا کیطرف

ردیف قاف

ہمتو کرتی کی نہین سبحہ و زنار مین فرق
اک ذرا سا ہی تو دو نو کی نہین تار مین فرق

کار فرما کی وہ محتاج یہ خود کار گذار
اتنا ہی ابرو و شمشیر ستمگار مین فرق

کسطرح یار تجھی دون مین سبی تشبیہ
ہی بہت تجھی بہت زلف مین او زنار مین فرق

کیون سمجھتا وہ رقیبون کی برابر مجھکو
کچھ نہ بھی آتا جو نظر اوسکو گل و خار مین فرق

۶۲ — ۷

اسقدر طرز ہی استاد کی کر مشق وقار
نام کو ہی ہی شاگردی کا اشعار مین فرق

ردیف کاف

لب ہی آتی نہین دیتا ہی قضا لب تک
پونہچنا ہو گیا معلوم مجھی مطلب تک

کہتی ہو آتی کو کل صبح کی آؤ گی ضرور
آج جینی کی علامت نہین میری شب تک

سیب سی نکہا ہوا اسکے کا برا ہوتا ہی
زلف آتی نہ و اہی جان چاہِ غبغب تک

گر جلادی مردی کو تو عیسی کی طرح — شہرہ ہو جای ابھی شرق سی لی مغرب تک
ایکدن بہر کرون گا مین بردستی سے — پہیلش جائے گا ترا یار بہانہ کب تک
جبکہ تہذیب سی سگ کو بہی ادب کہتا نہین — نسبت غیر بھلا تو مری آتا لب تک

۶۳ — ۵

ایکدن شعر بھی ہر روز جو ہم کہتے وقار
کئی دیوان چہپی ہوتی ہماری اب تک

ردیف کاف فارسی

جسم اوسکا ہی صفائی مین صنع خدا کا رنگ — کس طرح دست وپا پہ جمی کا حنا کا رنگ
اپنی ہی سوی جسم پہ ہوگا ہی سانپ کا — آنکھون مین چہا رہا ہی جو زلف دوتا کا رنگ
ہی دل مین آشیانہ ہما لسی وٹھائی — بگڑا ہے باغ دہر کی ابتو ہوا کا رنگ
سر اپنا اپنے ہاتہ سی کاٹا زمانے نے — لایا گلال ابرو پر اونکی بلا کا رنگ

۶۴ — ۶

نقشا مرا جو باغ سخن مین جما وقار
اوکھڑی ہوا نسیم کی بگڑا صبا کا رنگ

ردیف لام

مین نہین کہتا چڑہاؤ قبر پر نرگس کے پہول — لیکن اپنے ہاتہ سی تم چاہو صاحب جیسے پہول
عکس پڑ جائی اگر تیری سنہری رنگ کا — پہول سونی کی بنین چمن مین سیم مس کے پہول
کسکو ہین وا ماندگان خلق کی غمخواریان — قبر پر لاتا نہین کوئی کبہی مفلس کی پہول
کہدیا ہمنی ہوا خواہی سی تم مختار رہو — جان جان لیتی نہین ہین ہاتہ سی حسن تسکی پہول

گلگشت میں داغ بر دل لالہ نرگس چشم بند | تیری آگی اب جہاں میں رنگ اپنا کسی کا پھول

۶۵

پھول اوس گل نے لیا جب ہاتھ سے میری وقار
مر گئی اعدا اگرچہ تھی ونکی حق میں بین گیا پھول

۱۵

ردیف میم

باغ میں جب سیر کو جاتے ہو تم
بلبل و قمری کو لڑواتے ہو تم

غیر کو خط مجھسے لکھواتے ہو تم
نقش سب اپنا مجھسے مٹواتے ہو تم

درد و غم ہوتے ہیں اکثر ہمنشیں
میرے پہلو سے جو اوٹھ جاتے ہو تم

آج کو چھپتے ہو مجھسے چھپ رہو
حشر کو دیکھوں کہاں جاتے ہو تم

تم یہاں آؤ نہ ہم جائیں وہاں
پھر یہ کیا غمزہ کہ دہکاتے ہو تم

جسم و جان سے گذرگی اچھی نہیں
وصل میں بھی بار شرماتے ہو تم

چھوڑ کر نے کے نہیں میری وفا
قتل سے کیوں ہم کو بچاتے ہو تم

آج پھر گوندھتے ہو جعد عنبریں
دل کو پھر گیسو میں الجھاتے ہو تم

دیکھنا ہے کب تلک مثل نظر
چھپ کر آنکھوں سے کدھر جاتے ہو تم

بخت ہو تقصیر یہ ہو جو پھر گئے
موت ہو جو یاں نہیں آتے ہو تم

ہے عوض جلوت کے خلوت میں حیا
دل ہر اک پردے میں تڑپاتے ہو تم

غیر سے ہنسکر رلاتے ہو ہمیں
قہر کرتے ہو ستم ڈھاتے ہو تم

غیر سے ہنستے کے پھر تیکھے پڑے
بجلیاں پھر آج چمکاتے ہو تم

سرمہ ہو جاتے ہین پس پس کر گہر | جب چمک دندان کی دکہلاتے ہو تم

۶۶ بات آہستہ بہی گر کہیے وقار ۱۰
تو وہ کہتا ہے کہ چلاتے ہو تم

جب شب ہجران مین سو جاتی ہین ہم | لے کے اونکا نام برّاتے ہین ہم
اپنے نازک دل سے دب جاتی ہین ہم | ورنہ خاطر مین کسی لاتے ہین ہم
دل کے دم پر جبکہ چہٹ جاتے ہین ہم | پہر جو کہتا ہے بجا لاتے ہین ہم
پہول سے عارض کی ہی دل مین ہوا | پہر ہوا گلزار کی کہاتے ہین ہم
دیکہتے ہین جب کبہی کنڈی چڑہی | در سے اوسکے سر کو ٹکراتے ہین ہم
خاکساری سے رہ احباب مین | نقش پا کے طرح مٹ جاتے ہین ہم
سے اوڑی ہے زلف پیچان کی ہوا | سنبلستان کی طرف جاتے ہین ہم
دیکہکر اوس گل کو بوسے غنچہ سان | اپنے جامے سے نکل جاتے ہین ہم
جانتے ہین وہ نہ آئے گا مگر | رات دن قاصد کو دوڑاتے ہین ہم

۶۷ پاس سے جاتا ہے جب وہ ای وقار ۱۱
ہوش مین پہر دن نہین آتے ہین ہم

ردیف نون

نقاب اپنے رخ تابان سے جسدم وہ اولٹتی ہین | سمجہکر شمع روشن منہ کو پروانی لپٹتی ہین
شگفت ہر طرف ای جان عالم اب یہ زیبا ہے | حیا کو تم سمجہو او خزوسی ہم نبٹتی ہین

نہیں معلوم ہے پھر کسکے یہ نازل بلا ہوگی
بیان کیا کیجیے اونکی شب گیسو کی تاریکی
وصال ہجر ہین اُس غیرت خورشید کی دن رات

کبھی کرتی ہین کنگھی اور کبھی بالونکو بٹتی ہین
کہ طلی کرتی ہوی جسکی جگہ شانونکی بیٹھتی ہین
مہ کی روشنی بڑہتی ہین شکل ہلال گہٹتی ہین

۶۸ وقار ازبسکہ ہین خوش ربط مضمون وصل جانان کے
ورق دیوان کی وصلی کی طرح باہم چمٹتی ہین ۵

چشم بد دور رو دہ ہین آپکی جو شستہ آنکھین
لطف فرمایئے گا تو تیا خاک پا کا
آنکھ پھوٹے جو کسی کی کبھی طرف دیکھا ہو
کہکشان مانگ ہی رخ مہر ہلال ابرو ہے

کسی محبوب کی اونسی نہیں بڑہ کر آنکھین
ای صنم ہین تمہی عاشق کی کہدر آنکھین
سرخ کی فائدہ کیون آپ نے رو کر آنکھین
خال مریخ جبین بدر ہی اختر آنکھین

۶۹ گوش گل غنچہ دہن زلف بنفشہ ہی وقار
رشک شمشاد ہے قد نرگس شہلا آنکھین ۱۲

دل ہمارا صنم ستاتے ہین
شعلہ خو دل مرا جلاتے ہین
وہ کھڑے سے کڑا بجاتے ہین
دیکھکر تور اونکے تیورون کا
ہین کہ ہم قبا سے شرماتے
دل لگانے کی یہ سزا پائی

سخت کافر ہین کعبہ ڈہاتی ہین
آتش مہر کو بجھاتے ہین
فتنہ سوتا ہوا جگاتے ہین
ہم سبھی نالے کو آزماتے ہین
پیرہن مین نہین سماتے ہین
آپ ہنسکر ہمین رولاتے ہین

باندہنے کو گلے ہزارون سے ‌ ‌ ‌ طوق منت کے وہ بڑہاتے ہین
تو وہ صیاد ہے کہ طائر جان ‌ ‌ ‌ تیرے سر پر سے ہم اوڑاتے ہین
اک گل تر کے یاد مین نالے ‌ ‌ ‌ آگ گلزار مین لگاتے ہین
نالہ گرم و سرد و شمع ہزار ‌ ‌ ‌ کہ جلاتے ہین کہ بجہاتے ہین
خط جو اوس گل کو بہیجتے ہین ہم ‌ ‌ ‌ رات بہر پہولون مین بساتے ہین

۵۰ اب نہ کہیو وقار نالۂ سرد ۱۱۳
یہ خبر گرم ہے وہ آتے ہین

کس شکل نہ صورت آشنا ہون ‌ ‌ ‌ اک آئینہ رو کا مبتلا ہون
مین دشمن جان سمجہہ رہا ہون ‌ ‌ ‌ دہوکا یہ ہے کہ آشنا ہون
کس منہ سے کہون کہ آشنا ہون ‌ ‌ ‌ ناچیز غلام آپ کا ہون
اوٹہنے کا نہین غبار میرا ‌ ‌ ‌ نظرون سے کسی کی مین گرا ہون
خوش آئے کس طرح سے دولت ‌ ‌ ‌ اک پردہ نشین کا مبتلا ہون
برسون مین سپہر نے رولایا ‌ ‌ ‌ بہولے سے کبہی اگر ہنسا ہون
فرصت نہین آہ آتشین سے ‌ ‌ ‌ گلخن کے مین خاک سی بنا ہون
کس طرح نبہے بتون سے یارب ‌ ‌ ‌ مکار وہ ہین مین بیریا ہون
یان کس کو ہے شاعری کا دعوے ‌ ‌ ‌ ق کہتا مین نہین لکہا پڑہا ہون
فرقت مین کسی پری کی دن رات ‌ ‌ ‌ دیوانے کی طرح بک رہا ہون

مانند حباب گھر بنا کر | اک دم مین بگاڑ ڈالتا ہون
ہے نام اسی کا نفی و اثبات | موجود کبھی کبھی فنا ہون

ق

جو یاد رہے وفا شعار
مین دل سے اوسے بھلا رہا ہون

دو گالیے دیتی ہین ہم واہ واہ کرتی ہین | مثل ہی آن پہنسی ہین نباہ کرتی ہین
بڑھی یہ ضعف کی قوت گھٹی جو عمر کی ان | اوٹھی تو ہای جو بیٹھی تو آہ کرتی ہین
چمک کے گرتی ہی مانند برق آتش دست | جدہر پہ شعلہ عذار اک نگاہ کرتی ہین
فقط اشک سی ہی قدر دیدہ عشاق | جو چاہ خشک ہو کب اوسکی چاہ کرتی ہین
ضعیف کو وہ قوی سی سمجھتی ہین بلا | جو کاہ کوہ پہ بینا نگاہ کرتی ہین
بنی ہی نرگس شہلا ہمارا قطرہ اشک | جو یاد کرکے ہمین چشم سیاہ کرتی ہین
نرکھو عارض رنگین پہ سبزہ خط کو | چمن سے دور سبا اپنے گیاہ کرتی ہین
تمہاری تیغ کا ہم آب تو چاہتی ہین | نہ آب چاہ زنخدان کی چاہ کرتی ہین

وفا حسن کی ہی لاگ وانٹ عشق کے ساتھ
ہم آہ آہ تو وہ واہ واہ کرتے ہین

کون ہے جسکو عشق یار نہین | کس کے سر پر اجل سوار نہین
شوخیون سے تری شرارت کی | سرو کب گرمی شرار نہین
تیری الفت نہین لگاوٹ ہے | اس بناوٹ کا اعتبار نہین

برق دم کسکی بجلیاں دیکھیں
جو ہر سے ضبط میں قرار نہیں

۴۳ ۱۵

آدمی وہ نہیں ہیولا ہے
جسکو پاس سخن وقار نہیں

سیم رکھتے ہیں نہ ہم لعل و گہر رکھتی ہیں
جو دکو تیغ حوادث کا سپر رکھتی ہیں

قید ہستی میں عدم کو یہ مگر رکھتی ہیں
ظاہری جسم میں پوشیدہ کمر رکھتی ہیں

جسکو دیکھتی ہیں اپنا ہی کر رکھتی ہیں
آنکھ کی ڈوروں میں جادو کا اثر رکھتی ہیں

لعل تھیلی میں نہ درجیب میں گہر رکھتی ہیں
اشک تر رکھتی ہیں یا لخت جگر رکھتی ہیں

پختہ کاروں کا مقولہ ہی یہی ہے عشق میں خام
آڑ میں ڈر کی وہ اپنی کو مگر رکھتی ہیں

بھول کر بھی نہ کیا تونے کبھی یاد ہمیں
رٹ تری نام کی ہم آٹھ پہر رکھتی ہیں

اور تو پاس نہیں کہتی ہیں کچھ اپنی ہم
اک فقط ہاتھ میں الفت کا ہنر رکھتی ہیں

مثل گل صورت سے صد چاک ہوا اونکا سینہ
جو کہ غنچہ کی طرح مٹھی میں زر رکھتی ہیں

معتبر بات ہو کیا انکی کہ غنچہ کی طرح
جب زبان زیر زبان یہ گل تر رکھتی ہیں

غیرت نور ہی رخ غیرت شب ہی گیسو
یاد ہر ایک کی ہم شام و سحر رکھتی ہیں

ہر زبان قید مکان ہی ہیں آزاد ہی ہی
نکہت گل کی روش وش پہ گذر رکھتی ہیں

چاک سینہ ہی ہوا گل کی یہ نکتہ معلوم
نالۂ زار ہی بلبل کی اثر رکھتے ہیں

تار برقی پہ تصور ہے کسکی خبر آتی ہے
گو تسلی نہیں اوسکی خبر رکھتی ہیں

کام آتی نہیں اپنی کبھی عزت آبروئے
آبرو کھونے کو مانند گہر رکھتے ہیں

۲۴ | ۹

عشق ساقی مین وقار ایسی ہوئی کیفیت
پاون کا ہوش نہ ہم سر کی خبر رکھتے ہین

کس دن ہری کتاریین وہ سیمبر نہیں — فضل خدا سے کب ہی مٹھی مین زر نہیں
ظاہر ہین ظلم و جور کا اوسکی اثر نہیں — بی چلہ یہ کمان ہی تیرون مین پر نہیں
لگتی ہی پہلی ہی ہان تمہاری بُری ہی بات — آتی ہنسی ہی کب آپ کی دشنام پر نہیں
کیون ہین ہوس سحر کی کیون آج ہوای بر — لب خشک یان نہیں ہین یہان چشم تر نہیں
کسدن نہیں ہی نامہ و پیغام تا بشام — کس رات انتظار ترا تا سحر نہیں
ای حسرت وصال تری عمر ہو دراز — یہ وہ شب فراق ہی جسکی سحر نہیں
کس روز سوز عشق سی جلتا نہیں ہی جگر — کس شب چکور چاند سی منہ پہ قمر نہیں
ہانکی بھی جا نہیں ہی نہیں اٹھا نون گا — ہی حرف بارگیر تمھارا اگر نہیں

۲۵ | ۹

روکا وقار اوسکو جو مین نے تو یہ کہا
کیون ہم کسی کی گھر رہین کیا اپنی گھر نہیں

دشمن ہی اعتراض کی کیون انتظام مین — ہرگز نہ عنکبوت کی باز آئی دام مین
ساقی نہیں جو شوخ تو پھر مجکو ایک ہی — تریاق ہو کہ زہر ہلاہل ہو جام مین
اوس صبح رخ کی ناخن پا کا جواب تھا — ہوتین بلندیان اگر ابروی شام مین
وہ کرم شب چراغ کی دھوکی مین پڑ ہین گی — مین ہوز نامہ باندھون بال ہما مین
دل بیٹھتی ہی یارون کی شب غم غلط ہوا — صبح وطن کا لطف ہی غربت کی شام مین

آیا وہ فاتحہ کو ہمارے مزار پر — شہباز آج آ ہی گیا پا بدام مین

ساقی گل گلاب ہی جس ہی کا نام وہ — دی خبر میکدہ کی گل تر کی جام مین

موزون ہوا ہی وصف میں کا کمر کی ساتھ — عنقا کی ساتھ آج بھی پھنسا ہی تیرے دام مین

۷۶ — ۱۱

یہ روشنی طبع کا ہے فیض اے وقار
حیران ہون مثل آئینہ اپنے مقام مین

پھنس گیا دل زلف عنبر بار مین — اہل ایمان گھر گیا کفار مین

کھی ہے خلخال پای یار مین — حشر کیسے ہو بپا رفتار مین

دل کو جیل کر صاف جاتا ہے مگر — چل پھری ہین کیا بت عیار مین

جب پا چلے تم پہ مثل شہر سے غلط — کبک کا تا ہے کہین رفتار مین

یاس سے دیکھا آپ کر دی ہو گئی — زہر گھولا تشنہ بت دیدار مین

کنگھی انسے کر وا ہی جان مین — دل پھنسے ہین زلف عنبر بار مین

تشنہ لب دی جان کشتون نی تری — کچھ تھا خنجر کی پانی دھار مین

تاب عارض سے زمانہ جل گیا — کیا ہی اب تیر نور و نار مین

حلقۂ گیسو مین سبزہ کان کا — ہے زہر [illegible] وان نار مین

فائدہ حاسد کو کیا تقلید سے — بو گل تر کے نہو گی خار مین

۷۷ — ۷

عشق مین گیسو و عارض کے وقار
گہ حلب مین ہون کبھی تاتار مین

نکھرا ہی رنگ عارض جانان شباب مین
سودا ہی زلف یار سی ہر من پیچ و تاب مین
ساقی و رنگ مئی نہین کار شتاب مین
نرمی ہو جو اوس تنکہ صاف کو نصیب
یہ جسم یار کی ہی پسینہ کا رنگ و بو
رگ رگ مین جسم زار کی نالہ کی کوک ہی

چمکا فروغ مہر مگر ماہتاب مین
بخت سیہ نی مجھکو پھنسایا عذاب مین
کیا سوچتا ہی فورہ جام شراب مین
دیکھی نہین وہ قاقم و مخمل نی خواب مین
صندل ملا دیا ہی رگڑ کر شہاب مین
کیا کیا نہ راگ رنگ ہی تار رباب مین

۷۸

ساقی کی حسن سبز کا یہ فیض ہی وقار
ہی رنگ و بوی بنگ کا جلوہ شراب مین

۱۳

تیغ کی برش الٰہی جسکی ابروی خمدار مین
تختہ گل داغ حسرت نی بنایا لالہ زار
غرق گرداب پریشانی ہوا مین بیقرار
پانی پانی آتش دوزخ ہی جسکی شرم سی
تو جواب کرنی لگا اٹکھیلیون سی پیچ پاک
کیا تعجب ہی اوڑین گر اشک سی چنگاریان
بال وہ بھیگی ہوئی آئی جو سینہ پر وقت غسل
جسطرح اطفال سیپی مین لگا دیتی ہین سپینک
اسقدر رلوانا مرا نافی ہوئی ہی جو رقیب

زہر ہی مار سیہ کا زلف عنبر بار مین
ہی نقاب آیا جو وہ شکل چمن گلزار مین
جبکہ اوسکی ہین جھلملیان بالی کی لف یار مین
وہ حرارت ہی ہماری آہ آتشبار مین
کیا جلانی کو نہ تھی گرمی تری رفتار مین
ہی خیال شعلہ رخسار چشم زار مین
کیسے کیسے برق چمکی ابر دریا بار مین
جمع ہی وہ مکھڑا دن دیدہ خونبار مین
بہوت سے ہوگئی نہ جھٹکا کی کوٹھی یار مین

آگ بھڑکی سینہ مین تا زلف سے لو اٹھی
کیا ملی پھر وصل کی شب جستجو خواہش کا دل
مین اگر جاؤن یہان ڈر سی سمت کرید تھی

چپ ورشک شمع بیٹھا پہلوئے اغیار مین
شام سی جب سحر بوسہ ہی کی تکرار مین
چھپ رہا ہی جا کی مرغ قالین آ بھی منقار مین

٧٩ — ٩

حضرت تسلیم کا شاگرد مین بھی ہون وقار
کس طرح سی ہو نہ باریکی مری اشعار مین

شور محشر سی ہوا ہی آجکل غل باغ مین
دیکھتی ہی جو ہی رنگین پھٹ گیا گل کا جگر
گریہ ہی استقلال ہی لٹیا ہی سیل بہار
دیکھ کر اوس عارض پر نور کی گرمی حسن
ساتھ ہی شمع گل ہی سمت نگین کے طفیل
محفل محبوب مین کیونکر نہ ہون ہم نالہ کش
جب لیتا ہی جا ہی وہ ہجا تا ہے نہین
کوئی دنیا مین نہین آزاد قید حرص سے

عطف لیلا رکا شاید کہ ہی قل باغ مین
زلف کی تم دیکھ کر بکھرا ہی سنبل باغ مین
نکہت نسرین سی ہی ندہا جا ہی گل بن باغ مین
آب خجلت سی بجھی ہی آتش گل باغ مین
نغمہ بلبل بنا شیشہ کا قلقل باغ مین
پاس گل کی بیٹھی کرتا ہی بلبل باغ مین
ٹیکتی ہی چٹکیان ہر غنچہ گل باغ مین
سر و پا ہی نوا و با تو گل باغ مین

٨٠ — ٦

ہاتھی مجھکو نہین مین ہی وقار اہل وطن
مرتبہ کا ہی گل تر کی تنزل باغ مین

ترا مسراب نے کا شیوہ نہین
یہ کہتے ہین سادہ رو دوا ہی

مرا عاجز ہی کا طریقہ نہین
کوئی اونکی خط مین جو نقطہ نہین

تو دے ہے استعمال نامہ کا کیا | مری ہاتھ کا کچھ نوشتہ نہین
پیہے بار حسرت مری نعش مین | اوٹھانے کا یارونکو چارہ نہین
بہت ہوشکا گی کوئی پہسل ہوا | ترے خط رخ کا لفافہ نہین

۸۱

کہے خوب اشعار تم نے وقار
زمین سخن کو شگفتہ نہین

۹

یاد دندان مین یار روتا ہون | گوہر آبدار روتا ہون
نہین کہلتا ہے اسکا تار مجھے | کس لیے بار بار روتا ہون
آٹھ آٹھ آنسوون سے دو دو پہر | کس سے ہوکر دوچار روتا ہون
یاد آئے ہین کسکی زلف و عذار | مین جو لیل و نہار روتا ہون
خبر مانگ اپنے آشیانے کی | باغ مین اسے ہزار روتا ہون
تیغ کہائی ہے جیسے ابرو کی | دیکھ دریا کے دہار روتا ہون
چشم آتی ہے جب تمہاری یاد | پہوٹ کر زار زار روتا ہون
نالہ کرتا ہون یان سے ہشتای برق | بہاگ ابر بہار روتا ہون

۸۲

اب دندان کی یاد ہے جو وقار
اشک گہ گہ شمار روتا ہون

۱۴

جاتا ہی اپنی دل سے خیال بتان کہان | جو تشنہ ہو ضبط کی ہی تو زبان کہان
آزاد جو ہین اونکو ہی قید مکان کہان | مرغ نگاہ پاک کا ہی آشیان کہان

مژگان کا خال گوشۂ ابرو کا ہو حریف
آتا ہی زد پہ تیر کی زاغ کمان کہان

خاموش مثل شمع ملی ہی مجھی زبان
پھر آہ آتشین کہان مین خستہ جان کہان

مانا دہن ہی یار کا اک بی تکی کی بات
نشان کمر جو دیکھیی تو ہی نشان کہان

فرماؤ کس امید پہ تم سے لگائین دل
منہ سی نکلتی حرف ہین خاطر نشان کہان

سبزہ نہین ہی گالون قدرت خدا کی ہی
ہوتا ہی آتش گل مین دھوان کہان

ہرگز نہ آہ مین قد پرخم کے ہو اثر
چلہ پہ پہنچتی تیر ملائم کمان کہان

ظاہر ہین اونکی راز لطافت سی جسم کی
شیشہ مین ہے بادۂ گلگون نہان کہان

میری عدم پہ ہستی کی ہین بدگمانیان
تیری کمر ہی مجھ سی سوا ناتوان کہان

بتخانہ مین حرم مین کلیسا مین دیر مین
ڈہونڈا نہین ہی تجکو مری جان کہان کہان

لایا عدم سی ہستی مین اب اور قصد ہی
لیجائی گا کہان سی مجھی آسمان کہان

منت کش جواب نہوگا مرا سوال
اونکی دہن نہین ہی تو میری زبان کہان

۸۳

ہی اسکا نام تلشکری یاد رکھ وقار
خال سیہ کہان لب شکرفشان کہان

ے

کھینچین ہین جو آہین شب ہجر چمن مین
ہر نخل بنا ہی شجر طور چمن مین

نالہ کا مری طرز اوڑا قمری و بلبل
اسدری غزلخوان ہوئی مشہور چمن مین

سنبل ہی کہا قصۂ گیسوی پریشان
کس پیچ سی کاٹی شب دیجور چمن مین

بیہوش ہوا ایک لگا ٹھوکرین کہانے
چلنے کا چلا اوسکی جو مذکور چمن مین

بی وجہ نہین آج چکا چوند گلون کو — چمکا کسے رخسار کا ہی نور چمن مین
کانٹا سا کھٹکنے لگا آنکھون مین اک گل — بی تیری گیا جب ارنجو رچمن مین

۸۴ اک گل کی حضوری مین وقار آج مقرر
یہ شعر ہین پڑھنے مجھی منظور چمن مین ۶

ٹکرائی گی نہ آہ مرے آسمان مین — یہ تیر وہ نہین کہ رہی کہر کمان مین
کرنے ہین آج عرض مجھی نالہ حزین — ای کاش لکنت آئی نہ میری زبان مین
دینا ہے فرض ہر دہن زخم کا جواب — قاتل کی تیغ کہتی ہی اپنی زبان مین
رتبہ کبھی کسی کا گھٹائی نہین ہین ہم — ذرے ہین آفتاب ہماری گمان مین
سینہ مین میری ہو کسی بوٹہ سی قد کی یاد — پودا ہوا ہو یان نیا کوئی میری مکان مین

۸۵ ہی ذوالفقار مہر عدو ای وقار وہ
موزون ہوئی ہی بیت جو ابرو کی شان مین ۵

ساقی کی بو بسی ہی ہماری دماغ مین — ہی موج خیز بادہ گلگون ایاغ مین
سینہ خیال یار سے مطلع ہے نور کا — عالم ضیای مہر کا ہی چراغ داغ مین
ایسا مین کھو گیا ہون خیال حبیب مین — خود دل مرا خراب ہی میری سراغ مین
روشن ہوئی یہ بات کہ پروانون کی لیی — بتی بنی ہی خنجر بران چراغ مین

۸۶ آتی ہین لال کسی گل کی یاد لب
جا کر وقار روئین کی ہم لعل باغ مین ۱۶

کھچ گیا جی آئی جب آواز مطرب کان مین
جذب مقناطیس کا تھا نغمہ کی تان مین

کسکو مین اچھا لکھون اور کسکو مین لکھون برا
زلف اپنی شان مین گیسو ہی اپنی شان مین

اوٹھتی ہی نالون کی آندھی کی ہوا بیتاب دل
لو مری کشتی ہوا کی آگئی طوفان مین

پھر ہی وہ نرم دل ہو سخت بی مہر اسقدر
یاد کرا ہی فل کہ اوسکو کیا لکھا نسیان مین

ای صنم ثابت ہوا اقرار سی تیرا دہن
کہنی کو یہ سبھی گویا معجزہ احسان مین

عشق ورزی سی گئی سب چاکی بیخودی
بادشاہ حسن نی لکھی مہری فرمان مین

تیری سجکی سامنی ہو سنہ یہ آئینہ کا ہے
لب پہ ہو سرسبز سبزی کھان ہی پان مین

سینۂ بیتاب مین کھٹکا ہے درد ہجر یار
میزبان معذور ہی غیر شہ مہمان مین

دی ہی دیتی ہو مگر بوسہ کوئی خیرات حسن
دیر کرنا اسقدر کیا چاہئی احسان مین

گردش چشم صنم نی قتل عالم کو کیا
برش شمشیر گویا جزو ہی اس سان مین

محتسب کی آن توڑی کی تمہاری چشم مست
آن اگر دیکھی گا زاہد جان ہی گا آن مین

ہو نہ بیٹھے پیٹ مین ہی گھن مین ماہ نو
آپ ہر می ہین مجھی مین ایک شیطان مین

دیر تک چوسا کی مسی دہان خم سے
اب تلک باقی نہین قاتل تمہی پیکان مین

وقت ہی زندہ کرو عیسی کا یہ معجزہ
تم ذرا آؤ تو آئی جان میری جان مین

دیکھتی ہی جی کو پھر کی اسقدر ابجان مین
آج کیا ہونگا شرر ہونی تمہاری کان مین

۸۵
ہین مرادآباد مین مجھسے ہزارون کور ذوق
کیا سبھی صاحب سخن ہین یاں وقار ایران مین
۹

وہ پری تصویر مضمون لکھی تیری کان مین ... سبز ہی ار رنگ بالی کی مری دیوان مین

واسطی انسان کی ہی آی وصیت عین شرط ... ورنہ کیا انسان مین ہی جو نہین حیوان مین

زلف کا فکر لکھین کی لام ہم اسلام کا ... ہی یہی رکن رکین ایمان کی ارکان مین

ییہ ماہی کہین کوچہ کی گردش چھوڑ دون ... اس لئی بھیجی ہین وسنی پان ناگردان مین

عاشق جانباز کو عارض کا بوسہ دیجیے ... نام پیدا کیجیی ای جان جہان احسان مین

جوہر آیینہ کا عالم نظر آنے لگا ... یہ پڑی تار نظر کی نقش و سیکی ان مین

بن گئی ہی آنکھ میری آرسی کا آینہ ... یہ جمال نقشا تحیر کا تمہاری ہیان مین

یہ اجارہ ہین مہ یار عشق کی حاصل ہوا ... جان بھرانی ہین وہی ور دل دیا نادان مین

٨٨

کس طرح ہین ایک سمجھون زلف و گیسو کو وقار

شان ہین مشترک کی کیا لکھا نہین قرآن مین

٩

یاد جو کچھ تھا وہ بھولا ہون تمہاری ہیان مین ... مثل دیوانہ نہین ہون اپنی پہچان مین

وائے حسن منتگو زلف کا عاشق ہوا ... اصفہان سی تیرہ بختی لائی ہندوستان مین

گو کہ سہرہ لوگی گردون ہی پر قصان نہین ... فائدہ کیا ہی ہمین نقصان کی اعلان مین

دل کی آتی ہی گئی تاب و توان ہوش و خرد ... منفعت کی تھی توقع آگئی نقصان مین

دیکھ کر خاموش مجھکو طعن سے کہتا ہے وہ ... نطق ہی کا فرق ہی انسان مین حیوان مین

ہی ہماری آنکھ مین جلوہ کسی کی زلف کا ... کیا چڑھی ہی بہرتی ہی اگلی کی پہچان مین

تنگی نکلیو گی چھونی گاہی جنون اکی برس ... سبزۂ خط کو ہی دیکھا یار کی لمعان مین

لسکا کہنا شک سی چہوتی ہی نہین ہی یا ہتہ سے — وہ سمجہتا ہی کہ کچہہ چہوا ہی پڑہ کر یان مین

(۸۹) (۷)

ہی کمینی پن سی دشمن کو کمین مین اہی وقار
ٹوک کر یارو ن گا اوسکو ایک دن میدان مین

کبہی دم پر جو وہ چڑہ جاتے ہین — منتین کرتے ہین گہبراتے ہین
ہوکے بت خانۂ دل مین آئے — یہ حسین قہر وستم ڈہاتے ہین
دست عشاق سے تنگ آکی حسین — اپچے ہوکے برے پچہتاتے ہین
بوسہ مانگون تو وہ بدلین تیور — ترچہی نظرون مجہی دہمکاتے ہین
مرتبہ حسن سے ہے خوبون کا — آنکہہ مین دل مین جگہہ پاتے ہین
یہ وہ معشوق ہین دم مین آنکہین — توتے کے طرح بدل جاتے ہین

(۹۰) (۵)

آئے کیا اونکو وفا یاد وقار
قتل کے بعد جو پچہتاتے ہین

یاد گیسو مین یار روتا ہون — مین اندہیری مین جان کہوتا ہون
کیون نہ رنگ سرشک طوسی ہو — زلف و عارض کی غم مین روتا ہون
زہد مین بہی ہی میری کیفیت — مے سے دامن کا داغ دہوتا ہون
آج پہر ڈہونڈتا ہون مین اوسکو — اپنے پہر نقد جانکو کہوتا ہون

(۹۱) (۱۰)

آج جاگا ہے بخت اپنا وقار
اوسکو لے کر بغل مین سوتا ہون

سنتا ہی کون کس سی ستم کا گلا کرین
عاشق سوا ہی صبر بھلا اور کیا کرین

فتنہ اوٹھے جو دید کا وعدہ وفا کرین
قامت کہائین وہ تو قیامت بپا کرین

بوسہ رخ صنم کا نہ لین بے وضو کبھی
قرآن کا پاس چاہیی ہم پارسا کرین

مہندی لگائین سامنے اغیار روسیاہ
ہم پیسکے اشک خون نہ بہائین تو کیا کرین

بسمل نہیں ہین کشتہ شمشیر نازنین
زخمون سی خون بہی تو طلب خونبہا کرین

احسان کسی کا اوٹھ نہیں سکتا ہی ضعف سے
ہم کیا سمجھہ کی خواہش ظل ہما کرین

دولت جنون مین بہی قدم سی لگی ہوئی
سونی کی بیڑیان ہون اگر ہم دعا کرین

دست حنائی مین ید بیضا ہی جو پہول
بیعت خوشی سی ہو سی معجز نما کرین

اسد کیا نہیں ہے جو ہون ہم بتون کی رام
آنکی ہو جنکی انسی وہ صدمہ سہا کرین

۹۲
امید وصل یار پہ جیتی ہین ہم وقار
کہتا ہی اون سی کون کہ وعدہ وفا کرین
۱۱

مانا مردون کی لوٹ بچی وصل یار مین
لذت جو عشق کی ہی وہ ہی انتظار مین

ہر ایک ہمین مایۂ صد گرد باد ہے
ناچیز سے جو ذری ہین میری غبار مین

مرنی کی بعد بہی نکلی روشنی قلب
آئینہ سا لگا ہے ہمارے مزار مین

کوئی کسی طرح کی نہیں ہی ابہی ہوس
سینہ مین میری دل ہی کہ مردہ مزار مین

آنی کو آپ آئین گی لیکن یہ عرض ہے
انکار کی ہی نہ رہی قول و قرار مین

ہوگی تلاش وعظ و کتھا خوان کی حشر مین
شاید کہ سننے والے بہی ہون اوس شمار مین

لاغر پڑا ہے غنچۂ خندہ و دندان نما نگر
گر بال کا نہو گُہرِ آبدار مین

واعظ کی زینہار نہ مانین گے لات ہم
اسراف توبہ کرتی ہین فصلِ بہار مین

بس بلبل کی شور سے مرجی بتانے ہی کان مین
کھینچا تمہارا تب خواب نے کسکو کنار مین

اب دامِ عنکبوت مین پھنستا ہی شاہباز
اوجھار ہا ہون یار کو با تو نکی تار مین

۱۳
سوکھی خزان مین خار کی مانند ای وقار
شبنم کی طرح روتی رہی ہم بہار مین
۵

جب جواب خطِ عاشق وہ رقم کرتی ہین
تو زبان خامہ کی پہلی ہی قلم کرتی ہین

جسکو ہی دیکھتی ہین تیغ و دم کو اپنی
سامنے ہی انا قہتا کو وہ دم کرتی ہین

نرم ہم کیون ہوئے عشق کی آپ سنے کی
وہی معشوق ہین جو ظلم و ستم کرتی ہین

آپ جوشِ کی الفت مین پہنچ گئی وحشت
اپنی سایہ سے بھی ہم وحشت مین رم کرتی ہین

۱۴
یہ بھی اک بات نئی ہمنی نکالی ہی وقار
رنج کی اپنی خوشی عیش کا غم کرتے ہین
۱۰

ردیف واو

وہ کون ہی اپنے جسکو جمیل ہو
کیا بات آپ کے ہی حسین ہو شکیل ہو

گریا دگر یہ مین تیری چشم کحیل ہو
آب سرشک آب رخِ رود نیل ہو

آفت وہی نالۂ شرر افشان جو بانسے کو
یہ اور بات ہی جو ادھر سے ہی بخیل ہو

سینہ پہ سیر کی وحشت حنائی جو رنگ ہو
ہر ایک گل چراغ رو نقِ باغ خلیل ہو

سرو بھی جو سرکش و باغی ہوا تو کیا
ای جان بیوقوف ہو وہ جو طویل ہو

وہ ایک ہو کہ آئینہ مین بھی نہین ہی عکس
احول تلک یہ کہتی ہین تم بے عدیل ہو

آنکھین جو رائین کر یہ نی منہ پھیر آوے
کیا روز بد مین کوئی کسیکا کفیل ہو

آنکھون کے پردے گل گئے نم سی سرشک کی
اندیشہ کا مقام ہی جہین گھر مین سبیل ہو

ملک عدم کا عزم ہی تشنہ نہین ہے پائین
دی ڈال ایک بوسہ کہ زاد سبیل ہو

۹۵

تم سا مراد آباد مین کوئی نہین وقار
احسان مین کرم مین عدیم المثیل ہو

۹

چاہتا ہے دل مرا پھر گیسوئے خمدار کو
ٹلے اس سے کرتا پڑا پھر راہ ناہموار کو

یاد عارض نی کیا معدوم جسم زار کو
چاندنی کی آج ڈھایا ہی مری دیوار کو

گر نہین پیتی ہو بوسہ لب کا ایسا جب تندو
چوم لون گا مین وہان نہ خم سی تلوار کو

بزم رندان مین بجا یہ لوگ ہین بگڑے ہوئے
کس لئے ڈہاتا ہی واعظ گنبد دستار کو

دیدۂ یعقوب بینا جامۂ یوسف سے ہو
اوسکی ڈوری سے مگر رشتہ ہی اسکی تار کو

ہی گل عارض مین تری شمع کی شعلی کا رنگ
کیون نہ بدلین بلبلین گلگیر سی منقار کو

عرش پر کرسی نشین ہوگا نہ شیطان لعین
دخل کوٹھی پر نہو گا یار کی اغیار کو

کب خجے یارون کی اوسکی پیٹھ کوچہ مین نہین
کشتی جو گھر بکتی ہی وہ جاتی نہین بازار کو

۹۶

اس مین ہین منہ جو کھولی منہ کی کہائی وقار
معجزی کا حکم ہے تسلیم کے اشعار کو

۶

غرض کسیکو تم اوٹھا دو — مگر نقش اپنا محفل مین بٹھا دو
یہ مین کہتا ہون ابس دل مرا دو — مگر بوسہ مجھے ٹھہرا ہوا دو
ٹلے ہم تیرہ روزون کی شب غم — رخ پر نور سے گیسو ہٹا دو
کہا مشک ختن زلف سیہ کو — خطا کی مین نے جو چاہو سزا دو
ستاؤ دل مرا صاحب ستاؤ — خوشی سہی تم خدا کی گھر کو ڈھا دو
لب شیرین ہی دو گالی عدو کو — کبھے تو زہر مین میٹھا ملا دو

۹۷ لکھا ہے اس غزل مین حال دل کا
وقار اونکو ذرا جا کر سنا دو ۹

لب پان خوردہ کھلا رہنی دو — گل خوبی کو کھلا رہنے دو
سر اوٹھاؤ نہ لب بام آکر — زیر دیوار پڑا رہنے دو
گر نہین پاس بٹھانا منظور — دور سے مجھکو کھڑا رہنے دو
سر بام آکے لڑاؤ آنکھین — طاق نسیان پہ حیا رہنے دو
رکھو مرہم نہ مرے داغون پہ — چمن عشق کھلا رہنے دو
مہر سے قہر مین ہے زائد لطف — زہر دو آب بقا رہنے دو
فربہ فربہ اسے پھنستے ہین شکار — دام گیسو کا کھلا رہنے دو
ہے قسم تیغ کے گردن کا مری — آج تسمہ نہ لگا رہنے دو

۹۸ وہ اگر روٹھی ہین تم ہی وقار — کچھہ مزاج اپنا رکا رہنی دو ۵

تو وہ انسان ہی ایجان جو پاون تجکو — آنکھہ کی ساتوین پردی مین چہپاون تجکو

مجہسا عاشق نہوا ہی نہو معشوق مزاج — یاد رکہہ مین نہ مناؤن نہ مناون تجکو

گرمیان شوق سی کبہی غیر سی مین الجہون — انہین ٹہنڈہی تری آنچون سی جلاؤن تجکو

مصرع زلف مین دل تو مرا باندہا ہی مگر — مین بہی کس پیچ مین مضمون کی لاؤن تجکو

۹۹ — ۸

تو بہی حیران و پریشان ہی ہوجای وقار
گر رخ و زلف کا افسانہ سناؤن تجکو

معشوق ہی وہ جسی میل وفا نہو — عاشق ہی وہ جو شاکی جور و جفا نہو

بندش وہ ہمنی کی ہی جو چشم آشنا نہو — مضمون وہ لکہا ہی جو کانون سنا نہو

حرف غرض سی لب ہون نہ ہلد آشنا — دل جلوہ گاہ حسن کبہی ای خدا نہو

موزون نہ ایک مصرع پر پیچ ہو کبہی — دل مین اگر تصور زلف دوتا نہو

ناموس نذر کردہ آغاز عشق یار — انجام سوچتی نہین کیا ہوئے کیا نہو

ممکن نہین ہی آینہ مین مور گہر کری — سینہ مین میری دخل فریب و دغا نہو

لب پر مسی کا آپ نہ دہبا لگایئے — قیمت مین لعل سی کبہی نیلم سوا نہو

۱۰۰ — ۱۲

دیوان مین جو وصل کی مضمون لکہون وقار
آپس سی پہر ورق کوئی ہرگز جدا نہو

روئے مین جو یاد وہ مسی ہو — کس طرح نہ اشک نیلی ہو

کیا فائدہ قصہ عدو سے — وہ بات کہو جو کام کے ہو

میٹھی تیرے باتون پہ موا ہون
سنگ سر قبر مقرر بتے ہو

مرنے کے مراد کیون سناؤن
جب وصل ترا نہ جیتی جی ہو

مشتاق ہے میری پارسائی
معشوق بھی کوئے پارسے ہو

قائل ہے مرا وہ صندلی رنگ
تختون کو اوسی کی صندلی ہو

مانو کہ سنا نو بات میرے
انسان نہین ہو تم پرے ہو

تم آپ سے آپ دوڑے آؤ
قابو مین اگر ہمارا جی ہو

کوٹھے پہ بلاؤ پاس اپنے
سب ہے مہر جو ذرہ پرورے ہو

وہ حشر کے دن کی دھوپ سمجھو
گر مجھ کی شب مین چاندنی ہو

بلبل کو جو دیکھون پاس گل کے
کس رنگ نہ مجھکو بیکلی ہو

۱۰۱ — ے

مضمون ہو وقار وہ غزل مین
ہر لفظ پہ دل مین گدگدی ہو

تم کہین ظلم سے باز آتے ہو
خاک چھپر گلیون کی چھنواتی ہو

رقص مین راگ نیا لاتے ہو
فتنہ سوتا ہوا چونکاتے ہو

نہ شگفتہ ہوئے آغوش مین تم
پھول کی طرح سے کھلاتے ہو

بار گیسو سے لچکتی ہے کمر
بل کی طرح سے بل کھاتے ہو

کاٹ کھایا تو نہین ہے مین نے
بوسہ کے لینے پہ جھنجلاتے ہو

ہمکو غصہ نہین جانانہ سے پہ
بوسہ دیتے ہوئے اتراتے ہو

۱۰۲ ۴

آپ کے ساتھ وقار آتا ہے
یہ نہ سمجھے یہ بلا لاتے ہو

نہ دیکھا اشک سے خالی کسی دن چشم گریاں کو
ستاروں سی بھرا دیکھا ہمیشہ جیب داماں کو

یہی سمجھا ہوں میں سوسن کی کلیاں ہیں منہ میں کے
مسی مالیدہ لب پہ جبکہ دیکھا دُرِّ دنداں کو

گئی صحرا میں آہو آپ جب شہر میں دیکھا
ابھی یہ شہر میں آئیں ہیں تم جاؤ بیاباں کو

ترشوا دو خدا کے واسطے خط رخ رنگیں کو ہی صاحب
بڑا جب سبزہ خود رو کیا خار گلستاں کو

عدو ہی ہیر کچھ تقلید سے میری نباہی گا
نہ پہونچی شیر قالیں کا کبھی شیر نیستاں کو

ہر اک کانٹی کو باندھا ہونٹوں میں ہی چھالوں کے
کیا جب پاؤں صحرا میں کسی کی دیکھی مژگاں کو

۱۰۳ ۵

ہوا ظاہر وقار اسرار مخفی مرغ حق گو سے
کہ انسان پر شرف یاد الٰہی میں ہے حیواں کو

ہی ہوا یار کے اوڑتا ہوا گھوڑا مجکو
وحشت دل کا ہے اب چاہیے کوڑا مجکو

دور پھینکا جو رہ یار کا روڑا میں ہوا
ٹھوکروں میں بھی فلک نے نہ چھوڑا مجکو

بد مزہ ہو کے نہ دے ساغر بادہ بھر کر
ہی بہت لطف سے گر دے تھوڑا مجکو

رنج سے اپنی دیے سانس ہی لینا مشکل
ہو گیا ہے مرا دل سینے کا پھوڑا مجکو

۱۰۴ ۶

حسرت دید و دم مرگ رہے دل میں وقار
نیم بسمل بھی جو قاتل نے نہ چھوڑا مجکو

ردیف ہای ہوز

کب وہ ہو رخسارۂ روشن کا ہمسر آئینہ
جو نہ ہو تیری کف پا سے برابر آئینہ

غیر کو رکھنی نہ دو منہ عارض پر نور پہ
بھاپ سی ہوتا ہی اسکی صاف بیکدر آئینہ

مجھکو حیرت ہے کہوں کیونکر پریشانی کا حال
رات بھر زلفونکا ہمدم شانہ دن بھر آئینہ

گر نہیں دیکھا ہی ونکا عارض حیرت فزا
کس لیے ہی دست مشاطہ میں ششدر آئینہ

خط میں لکھا اسقدر مضمون ہی صفائے گال کا
بن گئی ہین بال سے ہر جوہر کبوتر آئینہ

آپ سی محبوب خوش منظر کا ہی جلوت روا
وقت کا اپنی سکندر رہی مقرر آئینہ

۱۰۵ دی جلا دل کو جلا کر آپ ہمنے ای وقار
صاف خاکستر سی ہو کر ہو مکدر آئینہ ۹

کھول اک زخم میں اتنی کی گرفتار کی راہ
دیکھتی جان ہے تن میں سے تلوار کی راہ

نوک مژگان کا جو اس گل کی تصور ہی مجھی
بیٹھ آتی گی مگر وادی پر خار کی راہ

دل نادان ہوا پھر لوٹ کسی ابرو پہ
کاٹنی پھر پڑی سر سی کسی تلوار کی راہ

خال سرمہ کا لگا پھر تہ چشم سیہ کون
پھر سیہ مست نی لی خانۂ خمار کی راہ

قد و رفتار کا صاحب کے جو دیکھا عالم
سرو نی باغ کی لی کبک نے کہسار کی راہ

زخم گہرا ہی لگا اور بھی گہرا کوئی
کھولی اسجان نکل اپنی دل افگار کی راہ

جھک گیا ضعف سے سر پاؤن پہ چلتی چلتی
نہ سموٹی نہوئی کاکل خمدار کی راہ

سینہ منظور ہی گر ملک عدم کی ای دل
گھیر کر بیٹھ رہو ترک ستمگار کی راہ

۱۰۶ حسرتیں نکلیں اگر زخم ہو پہلو میں وقار
میرے تیرون کو ملی روزن دیوار کی راہ ۵

[illegible] ہی یار عمدہ — [illegible] چال ہی رفتار عمدہ

ہمین نازش ہی اپنی عہد کی پر — ملا نام خدا دلدار عمدہ

گل و غنچہ کو اچھا کیون نہ لکھون — دہن ہی خوب ہے رخسار عمدہ

چبھی ہی دل مین اک کافر کی مژگان — سمجھتے ہم ہین گل سی خار عمدہ

۱۰۷ وقار اچھی نہ کیونکر یہ غزل ہو
کہ ہی شعرون مین بالتکرار عمدہ ۱۱

جو گفتگو ہو تو ہو اپنی آبرو کی ساتھ — نہ کہیی ہمسی کوئی بات آپ تو کی ساتھ

پکڑنا بات کا کیسا زبان پکڑتا ہی — وہ نرم رو ہی بہت سخت گفتگو کی ساتھ

وصال مین بھی بن بن کی وہ بگڑتا ہی — الٰہی کیسی نبھی یار تندخو کی ساتھ

دل و جگر پہ پڑی صدمہ پہ نہ کچھ پوچھا — کہ اشک آنی لگی دل کی اب لہو کی ساتھ

مژہ چھری ہی نگہ تیر تیغ ابرو ہین — لڑائی کون کری ایسی جنگ کی ساتھ

شرار آتش داغ جگر ہے نار جحیم — جلیگا خرمن فلک ایک میری چہو کی ساتھ

پسند آئی نہ اوسکو ہماری تنہائی — ہمیشہ رکھا ہمین اپنی آرزو کی ساتھ

مریض عشق نہ چنگا ہو کبھی ہنسی سی — چراغ جاتا نہین اب شست و شو کی ساتھ

مین ناتوان ہون اور زخم پر ہین جراح — نکل ہی جائیگا دم بخیہ و رفو کی ساتھ

کسی کی تیغ کی ڈوری کا رشتہ الفت — جڑا ازل سی ہی میری رگ گلو کی ساتھ

۱۰۸ کڑی اٹھائی ہو زنجیر پاو گردن کی — وقار ربط ہی کس الفت گیسو کی ساتھ ۵

اوسنی کیا انکھین کہائین عمر بہر حیرت رہی
خط نکلنے پر بہی سربستہ رہا مضمون خط
مصحف رخ خال سرمہ سے نگر زیر و زبر
زیست مین بیمار اگر بیان بعد فی کی گئی

آٹھوان وحشت سی شام و سحر صحبت رہی
شرح بہی لکھی گئی پڑہنے مین وقت رہی
نقطۂ شک جب لگا مصحف کی کیا عزت رہی
مین ہا جس جا وہان میری یہی حالت رہی

۱۰۹

بن گئی آئینہ مین صورت قفس طوطی وقار
صورت خط کی اوسکی عکس مین یہی حالت رہی

۵

کیا ہے ناک مین دم کفر و دین نے
جو عطر گل مین بو ہے ناز بو کے
نہین ہے جور کا شکوہ تمہاری
ہوا ہے دشمن جان یار جانی

مٹایا نقش عشرت آسمان نے
یہ کہینچا ہے مگر اوس نازنین نے
ستایا ہے دل اندوہگین نے
مجہے کاٹا ہے مار آستین نے

۱۱۰

وقار اک مصرع مقطع ہی شعر ہے
یہ بگڑا اون شعرون کی زمین سے

۱۱

ای خدا یون ہی فلک برسر بیداد رہے
قیس و فرہاد سدا تابع ارشاد رہے
نہ کبہی یار کی تصویر تو مثل تصویر
مجہسا عاشق نہ ملے گا سمجہ لے گا کوئی

روندتا خاک مری وہ ستم ایجاد رہے
ہم رہی جس جگہہ استادون کے استاد رہے
دم بخود دیر تلک مانی و بہزاد رہے
یہ سخن ای ستم ایجاد ذرا یاد رہے

حسن جانان کی کبھی یاد فراموش نہو
قید شیشہ میں ہماری یہ پریزاد رہے

عشق گیسو میں ہوئی خانۂ زنجیر میں قید
ایسا الجھا کہ نہ پھر اوس سے آزاد رہے

کشور دل میں ہماری ہی سمائی غم کے
یہی اک ملک سلامت ہی اگر آباد رہے

لالہ لکھا جو تری آنکھ کو سوسن نے کہا
اس پہ نرگس کی طرح ہیں ابھی اک صاد رہے

حسن پر تمکو یہ غرّا ہے کہ اترائے ہو
عشق کی ہوتی ہی پھٹکار بُری یاد رہے

بھاگو گے دیکھے مری تیغ ہنر کا جو رنگ
اپنی جوہر سی جدا خنجر فولاد رہے

حسرت دید نہ جائی مری دل میں وقار
کچھ تو شمشیر کو تا سے نہ ہوئی جلاد رہے

کہوں مکھڑے کے عالم کو کہ کیا ہے
مگر زلفِ سیہ بالِ ہما ہے

ملی غیروں سی دل ہم سی جدا ہے
رہو تم خوش ہمارا بھی خدا ہے

غضب غمزہ ہی اونکا قہر ہی ناز
ستم انداز ہے آفت ادا ہے

نہ پوچھو مجھسے خود آنکھوں سی دیکھو
کہوں کیا حال دل تم سی کہ کیا ہے

لگے یہ عشوۂ خونریز کو پھر
ٹپکتے چشم جانان سی حیا ہے

نسمجھی دی دیا دل خالی الذہن
بھری ان لفظیوں میں دغا ہے

عبث ہی چارہ جوئی دوستوں کو
مرض ہی عشق کا سو لا دوا ہے

نظر آتے نہیں بچتی مجھے جان
شمیم زلف ہی کالی بلا ہے

رفیق عشق سی کرتا ہی کیا وصل
پکڑلی کیا مزاج اب یہ دوا ہے

۱۱۲ — ے

جواب خط وقار آئے نہ وان سے
یہی تقدیر مین میری لکہا ہے

یہ نہ سر کی سلائی وہ نہ چشم یار ہے — تشنگی سے پہیر تا لب پر زبان بیمار ہے
مست مستانہ چلی آتی ہین وہ میخانہ سے — لڑکہڑاتی پاؤن ہین بکہری ہوئی دستار ہے
روح مرقد مین نہ ٹہری نکلی طائر اوڑ گئی — بعد مرن بہی ہوائی کوچۂ دلدار ہے
چشم کی بیمار کا غمخواریان کوئی نہین — ہان مگر تنہا ایک دل وہ بہی خود بیمار ہے
خط لب نی اوسکی ابرو کی بڑہائی آبرو — حسن کی دولت وہ خوشگو صاحب اشعار ہے
چار مینون سے قد کی بحث مین دشمن بندہا — کہل گیا ہمکو حیلی کی سبب یہ مار ہے

۱۱۳ — ۵

تو نہو مغرور اوسکے دوستی پر اے وقار
روٹہہ بیٹہیگا یہ اوسکا چار دن کا پیار ہے

غنچی پیکان کی سپر کی پہول پہل تلوار کی — قتل گہ مین بہی میسر سیر ہین گلزار کی
مین یہ کہتا ہون کہ مار زلف پر بہی کینچلی — لوگ کہتی ہین کہ بکہری پیچ ہین دستار کی
گرمیان یان غیر سے کرتا ہے تو اے سرد مہر — دست پا وان پڑ گئی ٹہنڈی تمہی بیمار کے
تنگ چشمون کا نہو ممنون گرہ فراخ — کام سوزن سے پڑا دامن کوکب جو بار کے

۱۱۴ — ۷

قید ہستی سے وقار اکدم مین ہی مجہکو نجات
جان تصدق کیجیے سر پہ یار کی تلوار کے

جو کیفیت لکہون اشک وفغان کی — گردن تشبیہ زنگ کاروان سے

کمر سے کیون الجھتی ہی تری لٹ
لڑائے کیا قوی و ناتوان کی

غم شبہای فرقت شوق سی آئی
کسی خاطر نہین ہے میہمان کی

سوال وصل مین ای جان عالم
بجز ہون کی کبھی تم نے نہ ہان کی

تمھاری گوشۂ ابرو کی تل سے
نئی تشبیہ ہے زاغ کمان کی

کیا پھر چشم نے مژگانکو سیدہا
صف آرائی ہے پھر چنگیز خان کی

۱۱۵

تصور مین وقار اک رشک گل کے
ہوا اسکو ہی باغ و بوستان کی

۱۲

زلف سیاہ یار کا مجھکو خیال ہے
کہتے ہین اہل ہند مگر تیرا کال ہے

مغرور کیون نہو کہ وہ صاحب جمال ہے
بادہ سی بڑھ کی نشہ مین صہبای ال ہے

پتلی کمر کا یار کی دلمین خیال ہے
اسد والی ہی مری شیشہ مین بال ہے

ہنسنے کی ساتھ زخم نی کین جبہ فشانیان
سچ کہتی ہین کہ سنج خوشی کا مآل ہے

عاشق ہون لیک سخت ہی نازک مزاج ہون
مین تابع اپنی ہر گھڑی مجھکو سنبھال ہے

لکھونگا نون و صاد مین ابرو و چشم کو
مصحف کی وہی یار یہ صادق مثال ہے

ہی مانگ کہکشان تو ہی ماہ تمام رخ
ماتھا سپہر حسن ہی ابرو ہلال ہے

خالق نی ہے مجھکو عطارد منش کیا
گذری کی خوب یار ہی ہر ہمہ مثال ہے

دو بیڑیان پہناو کہ زلف دوتا کا عشق
پچھلی گئی سال سی سوا ابکی سال ہے

مضمون ہین کا فکر سی بچتا نہین کبھی
عنقا کی پہانسنی کا ہمارا ہی جال ہے

تمیز خوب و زشت کی ہرگز نہیں رہی | اب رنج سے حواس میں یہ اختلال ہے

١١٦ — ٩

آغاز ہی میں کھل گیا انجام اے وقار
فکر وصال یار پیام وصال ہے

دن گذرتا ہے بیقرار سے | رات کٹتی ہے آہ و زاری سے
ہے توقع سیاہکار سے | توبہ ہو گئی نہ بادہ خواری سے
جنبش ابرو کے کر گئی ہے کام | مر گیا ایک زخم کاری سے
ہے محبت او نہیں عداوت سے | دشمنی اونکو دوستداری سے
مری ملتی نہیں ہی کوڑے آج | تمتو دیکھو ذرا کناری سے
پاس بیٹھے تو بیٹھے سمٹے ہوئے | دیا بوسہ تو شرمساری سے
دورہ عمر ہوگیا آخر | نہ پھری ہم شراب خواری سے
شب وصل اوس سے آنکھ سینکتے ہم | ملتی مہلت جو اشکباری سے

١١٧ — ١٣

گل اگر آپ ہیں وقار ہے خار
وجہ نفرت کی ہمکناری سے

مژدہ اے دل بہار آتی ہے | جوشش لالہ زار آتی ہے
غمزہ کرتے بہار آتی ہے | پہنے پھولون کا ہار آتی ہے
بوی گل سے ہوا کے گھوڑے پر | رنگ اوڑاتی بہار آتی ہے
موج جب دیکھتا ہون دریا کی | یاد رفتار یار آتی ہے

میں وہ ہوں صید ناتوان و زبون — دام کو جس سے عار آتی ہے
چونک اے اضطراب و فراق — پھر شب انتظار آتی ہے
سے جو دل میں خیال ابرو کا — آہ لب پر فگار آتی ہے
یاد کاکل میں ایک کالے بلا — اڑدہے پر سوار آتی ہے
تیغ سے بے ملاؤ گر تمکو — گلے ملنے سے عار آتی ہے
ناز و عشوہ کو پھر کیا رخصت — خیر ہو پھر شکار آتی ہے
موت سودای زلف و گیسو میں — اپ دو اسپہ سوار آتی ہے
شوخی و دلبری و چالاکی — ہونے اوسپر نثار آتی ہے

۱۱۸ گر ہو رکھی ہوئی بری بھی شے
کام اک دن وقار آتی ہے ۷

کون ہے جسکی ایسی صورت ہے — کسکو خوبی میں تم سی نسبت ہے
خانۂ دل میں ہی خیال صنم — یہ وہ کعبہ ہے جسمیں مورت ہے
زلف پیچیدہ ایک مصرع ہے — سبزۂ خط ہی عبارت ہے
بات خالی نہیں ہی شوخی سے — چتون میں بھری شرارت ہے
ہی عبادت تمہاری نام کی رٹ — جسکا طاعت ہی نام اطاعت ہے
نہیں سنتے بھلی کی اپنی بات — کیا بری آپ کی طبیعت ہے

۱۱۹ جان کی کل وقار رہی ہے — آج تاب و توان کی خدمت ہے ۹

وہ عارض کا جوبن دکھاتے رہے
غرور سلیمان مٹاتے رہے

دکھاتا رہا آئینہ ماہتاب
سحر تک وہ گیسو بناتے رہے

دل آتے ہی اک بت پہ آفت ہوئی
کہ ہم ساری کا مونہی جلتے رہے

کبھی کنگھی کی گاہ سرمہ دیا
وہ آنے مین دیر یون لگاتے رہے

مرا جوش الفت کا بڑھتا رہا
وہ ہر چند صحبت گھٹاتے رہے

تری روبرو آئے کیا آئینہ
مہ و مہر آنکھین چُراتے رہے

کسے کے لیے ہم بگولے کی طرح
سدا دشت مین خاک اوڑاتی رہے

وہ لکھا کیے غیر کے نام خط
مرا نقش ہستی مٹاتے رہے

۱۳۰ وقار اشک سی کھل گیا راز عشق
وگرنہ بہت ہم چھپاتے رہے ۹

نہ پھیر اُسنہ شب ہجران قضا سے
ادا کی شرطِ جانبازی وفا سے

مین سمجھا چاند پر ستر بان ہوا ابر
اوڑھی جب زلف عارض پر ہوا سے

اونھین اٹکھیلیون سی چال چلیئی
کوئے پامال ہوا ونکی بلا سے

دیا بوسہ لبون کا لے لیا دل
ارے ظالم نہ باز آیا دغا سے

ہنسے وہ ہوگیا موتی کا مالا
گلے مین صاف دندان کی ضیا سے

صبا مین بھینی بھینی آج بو ہے
یہ چل چل آئی کس گل کی قبا سے

۱۳۱ وقار استاد ہی تسلیم میرا
سبھی ہے کام تسلیم خدا سے

زبان خلق پر جاری ہی گفتگو میری
ہی دہوم فیض محبت سی چار سو میری

خدا بچای کہ ہر دم ہی جان کا کہٹکا
ہی تاک جہانک مین ہر یار جنگجو میری

کلام اوسکا یہ ہی آینہ کو کیا دیکہون
ہی اوس سی بڑہ کی کہین صورت نکو میری

مین دامن دل صد چاک کو دکہاؤن گا
مدد کری کہین پہر خدا رفو میری

مین خاکسار ہون اوس ذات پاک کا بندہ
نماز جسکو پسند آئی بی وضو میری

کہا ہی سہو سی زلف سیہ کو مشک ختن
کرو خدا کے لیے تم خطا عفو میری

١٢٢

سخن ہی ایون نی رکہا وقار نام مرا
بڑہا ہی ہی کشور معنی مین آبرو میری

٥

چال آفت ہی فتنہ قامت ہی
پر قیام آپ کا قیامت ہی

چہٹ گئی نبض پہر گئین آنکہین
زیست کی کوئی علامت ہی

چشم بد دور سحر ہین آنکہین
ہر سخن آپ کا کرامت ہی

تیغ قاتل سی چلی تو آے گے
کوچہ زخم اگر سلامت ہی

١٢٣

اہی وقار اونکی زلف کی ہی لٹک
اپنی اعمال کی یہ شامت ہی

٦

جہان جان شاہ وہو تو میری ثنا خوانی سی
گل کہلا جاتا ہی بلبل کی خوش الحانی سی

ہی قران ماہ کا زہرہ سی منجم بولے
رات بالا جو ملا آپ کی چہ دانی سی

ہی مری آہ کی صد سوزنی مین پہونچا
چرخ گرداب مین ہی اشک کی طغیانی سی

سینہ کوبی سی مری کوہ کا ٹکڑی ہی جگر
دشت مین غل ہی مری سلسلہ جنبانی سی

قیس سی باج لہی لون ابہی وامق سی خراج
جمع خاطر ہو اگر دل کی پریشانی سے

خال سرمہ کا لگاتی ہین تہ زلف وہ آج
طائر دل نہ کہین پہنس ہی نادانی سے

اپنی ہی ہاتہ سی سر کاٹ کر اپنا ہمنے
طی کیا منزل ہستی کو کس آسانی سے

اعتراض آپ کی یارون پہ کرون میں منہ
سچ بقول آپ کی وہ کم نہین خاقانی سی

١٢٤ نالی اس طرح وقار آج چمن مین کہینچے ١٠
تو بہ ہر مرغ نے کی اپنی غزلخوانی سے

سرخ پھر مہندی سی اوسکا کف پا ہوتا ہے
پہر مرا زخم جگر آج ہرا ہوتا ہے

تل سی اوس چشم کی دل مست سوا ہوتا ہے
مشک سی نشۂ می زور بلا ہوتا ہے

راہ مین پیک لٹا نامہ نہ پہونچا اوس تک
وہی ہوتا ہی جو قسمت کا لکہا ہوتا ہے

مار کاکل نی ڈسا چشم سیہ نے مارا
دیکہون اب معجزۂ لب کو کہ کیا ہوتا ہے

کہلی بالون کو جو دیکہا تو ہوئی دلکو لٹک
آج کہوندواتی ہین وہ دیکہیی کیا ہوتا ہے

لال ہین بیر بہٹی سی تیری دست و پا
کہین سرسبز یہان رنگ حنا ہوتا ہے

بہٹ گئی شب گل شبو سی کلائی کرنے
نشۂ حسن مین بہی زور بلا ہوتا ہے

نالہ کرتا ہون تو ہوتی ہین گرانخاطر آپ
ورنہ دم سینہ مین کب رک کی خفا ہوتا ہے

عشق نی کر کی خمیدہ مجہی مشہور کیا
مہ نو سچ ہی کہ انگشت نما ہوتا ہے

١٢٥ نیزہ بان ہین خم تیغ ادا وقار
مقدم تیغ کا کب شکر ادا ہوتا ہی ٧

قیس ہی صحرا مین اور کہسار مین فرہاد ہے
شہر مین ہان ایک تیرا خانمان برباد ہے

بر سر جور و جفا پہر وہ ستم ایجاد ہے
داد ہی بیداد ہی فریاد ہی فریاد ہے

چشم سوسن سی جو کی تشبیہ چشم یار کے
بول اوٹہا یکبار لالہ اسپہ میرا صاد ہے

پہاڑی کہاتی ہین ستاری یاد دندان مین بہی
یاد ابرو مین مہ نو خنجر فولاد ہے

ای صبا بنگلہ ہوا مین نکہت گل کا بنا
اب فقط نازک سخن یہ خانمان برباد ہے

ہین حسد کی یہ کرشمی شوخیان ہین بغض کے
ایک جاہل تیز کرتا خنجر بیداد ہے

١٢٦ داد جاہل شعر کی اپنی ندی کیونکر وقار
باپ تو اچھا کہے گا گو بری اولاد ہے ٩

ای دل ناشاد کچھ ٹھٹھہ ہنسی فریاد ہے
یہ جو سیدھی ہو تو پھر کیا چرخ کی بنیاد ہے

چشم کی خاطر کو اور گیسو کی دل کو یاد ہے
اک بلای سخت ہر گھر مین ہی آباد ہے

بیکسی کا تہا یہ عالم آج میری نعش پر
اوس نے خود پوچھا یہ کسکا کشتۂ بیداد ہے

وادی وحشت مین ہے جوش جنون سے شہر
قیس سے بیعت ہی مجھکو وہ کہن استاد ہے

ہتکڑی کو توڑ ڈالونگا ابھی رسّی کی طرح
موم سی ہی نرم میری تو بر و فولاد ہے

قبر مین بہی پاؤن پہیلا کر نہ سوونگی پائینگی
گر ہماری دل کو ابہی ہی تمہاری یاد ہے

اسقدر الفت مری طوق و سلاسل سی ہی ہے
خط آزادی نہین ہی یہ نشان خط آزاد ہے

کچھ چکی موی میان یار کی تجہسی چپک
سو قلم مین کچھ اگر تیری ہی بہزاد ہے

١٢٧ اس زمین مین یہ غزل تسلیم کی لکھین وقار
کیا کرون مجبور ہون احباب کا ارشاد ہے ٩

اوس چشم فتنہ گر کی شرارت سنجای سے گے
عمر بی بہی رہین کی اشارت سنجای سے گے

منہ سی اوٹھائی گا نہ وہ زلف سیاہ کو
مجہ تیرہ روز کی شب کلفت سنجای سے گے

بیٹھے ہین نا بگڑی ہوئی آج بزم مین
بنت عنب یہان سی سلامت سنجای سے گے

شور نمک ہی گرچہ ہر اک بات مین تری
لیکن شراب لعل کی حسرت سنجای سے گے

سوداے زلف کا بہی گر سلسلہ رہا
تیری مریض عشق کی وحشت سنجای سے گے

١٢٨ نرگس اوس کی قبر پہ بعد از فنا وقار
نظارہ بازی کی مری عادت سنجای سے گے ٨

دیدار پر ہے چین تو درپہ قرار ہے
حیران ہون کسکی آنی کا یہ انتظار ہے

دل شوق وصل یار مین بی اختیار ہے
بزم خیال گرم ہی بوس و کنار ہے

پہر موج خیز گریۂ طوفان نثار ہے
مژگان تر ہی یا رگ ابر بہار ہے

نرگس اوگی ہی سبزی کی بدلی مزار پر
مرنی کی بعد بہی یہ ترا انتظار ہے

دو تین جام اور بہی دو ہی سیکدہ کی خیر
آنکہون مین ساقیا ابہی باقی خمار ہے

گر سنگ کی کہلا ہی گا گل دیکہی جواب
اوس غنچہ لب سی بوسہ کا دل خواستگار ہے

ہلنا پلنگ کا شب فرقت مین ای صنم
چلتی کی ہی ایک کہ بد کا فشار ہے

١٢٩ تسلیم کے بقول کہون کیا وقار حال
صورت قرار کی مجہی مشکل فرار ہے ١٠

بہالا نسا ہی دل کو زلف سیر وش یار نے
کاٹا ہی مجکو اوڑتی ہوئی ناگ مار نے

وہ گل گیا جو سیر چمن کو یہ گل کھلا
دامن مین گل کی ٹانک لیا مُنہ بہار نے

آیا نہ یار وعدہ پہ ای موت تو ہی آ
لی جان ورنہ آج شب انتظار نے

قطرہ سی بحر ذرہ سی خرشید ہو گیا
اونچا کیا ہی مجھکو مری انکسار نے

عین الکمال چشم بد اوسکی نہ ڈالی آنکھ
چھریان سنبھالین سر پہ دنبالہ دار نے

جامہ کو جامہ وار نے اپنی کیا قبا
دکھلائی ٹھاٹ غنچونکی وہ جسم زار نے

دشمن بھی میری حال پہ روتی ہین زار زار
یہ آبرو بڑھائی مری چشم زار نے

پوچھی گا جب خدا تو کہونگا مین برملا
پیتا ہے خون خنجر ابروی یار نے

تھی کائنات آبرو دُر بس ایک بوند
وہ بھی ملادی خاک مین دندان یار نے

کیونکر زمین نظم نہو رشک آسمان
توقیر کی ہے شعر و سخن کی وقار نے

ابھی کھل جائینگی آنکھین مہر کی
ہوئی بارش جو میری چشم تر کی

لڑی خرشید رو سی آنکھ کسکی
مگر ہمنے تو نذر اوسکے نظر کی

بنے دُر سمجھ ہر قطرۂ اشک
رولائے یاد اگر موی کمر کی

وہ کافر گر نہو پہلو مین میری
بہارِ خلد ہے آتش سقر کی

کبھی ای آینہ رو میری گھر پر
ہوئی پھبتی نہ آیینہ کی گھر کی

گیا جب سی وہ کافر میری گھر سی
خبر مجھکو نہین ہی اپنی گھر کی

بھلائی عیب کا رکھا گیا نام
زمانی مین یہ ذلت ہی ہنر کی

جواب خط کے بدلے ای وقار آج
سنانے آئی ہے نامہ بر کے

ہوئی پھر مجھکو الفت سیمبر کی
ہوئی پھر بعد مدت فکر زر کی

نہ سمجھا کے خوف بدنامی سے عشاق
نہ چھوڑی آبرو مردون نے سیر کی

نہو گر شمع مدفن مین نہین غم
سمجھلے چاہیے داغ جگر کی

نہو گا صاف دل وہ نیشکر سے
اگر دو گانٹھ نہین ہے نیشکر کی

نچھوڑو زلف کا کوٹے پہ لٹکر
خبر لو بال سی پتلی کمر کی

ابھی صیاد ہو بلبل کا خود صید
اگر نالے مین رنگت ہو اثر کی

بنایا ہے قلم عنقا کے پر کا
لکھے ہے جب صفت اوسکی کمر کی

مجھے اے ترک دونون چوٹ ہین ایک
بچاؤن دل کی یا کھاون جگر کی

حسین دل لیے پھری کرتی ہین قصہ
خبر ہی نہ لیے اپنے گھر کی

یہان بس صحرا مین چل کر رہونگا
نہ آئی کچھ بھنک وہان کی خبر کی

تصور مین وقار اک لعل لب کی
لہو رو رو کے شب ہمنے سحر کی

ہوس پھر ہوئی کوچہ یار کے
ہوا ہے لے اوڑی سیر گلزار سے

سنانے کسی لن ترانی ہین آپ
یہان کسکو چاہت ہی دیدار سے

قلم کا نہ مضمون بندھا ایک دن
خدا کی قسم فکر بیکار سے

میں جاتا نہ ہنگامۂ حشر میں | نہوتے اگر بستہ جو یار کے
اجل ہر طرف ڈھونڈھتی ہی گئی پھر ہی | سخافت یہ ہے تیری بیمار کے
نہ پائیں گے مرقد میں منکر نکیر | یہ حالت ہے میری تن زار کے
وہ عنقا ہے مضمون کمر کا تری | نہ پایا پتا اوسکے سو بار کے
بنائیں گی ساقی بہار آتی ہے | ہمیں فکر ہے اک طرحدار کے
یہ ہے رنگ اوس گل کی تعظیم کا | ہوا ہے جو چھینٹوں کی دستار کے

چھکائیں گے جھگڑے کو ہم خود وقار
خوشامد کرے کون منت کے

وہ ہی کون جس سے کہوں بات اونکی | یہ اک شخص کو ہی مدارات اونکی
زبان کتنی فضل الٰہی ہی شیرین | ڈلی ہی مٹھائی کے ہر بات اونکی
سنجاؤں گا واعظ کی اونچی کمان | کھلے ہے چھپر کرامات اونکی
گلی شام شامت کے اپنے نہ پھر کر | سحر یاں نہ اک دن ہوئی رات اونکی
میں سودا پینا جا کر کہوں کس سی یارب | زمانے سے ٹھہرے ملاقات اونکی
جو ساقی سے رکھتی نہیں کام سیکش | تلون ہوتی ہی سنت وقات اونکی

عبث غل میں کرتے وقار اونکے پیچھے
پذیرا نہیں سے مناجات اونکے

غضب کی بلا ہیں اچہ آئیں تمہاری | بلا کیوں نہ لی پھر بلائیں تمہاری

حسین شہر کی سب جھپکتی ہین تم سی | چمن مین بند ہی ہین [illegible]ائین تمہاری

ہماری نکوئی بدی مین ہی شامل | صوابون مین داخل خطائین تمہاری

مجھی لعل اعجاز پرور سے مارا | فسون اپنا آنکھین دکھائین تمہاری

لگاوٹ کی جھڑکی مین پاتا ہون لذت | مجھے کوسنے ہین دعائین تمہاری

چلین شک سے پر آرے نہ کیونکر | عدو مانگ پٹی بنائین تمہاری

یہ ڈر ہے نہ چھا بین کہین چھاپی والے | وفائین ہماری جفائین تمہاری

۱۴۵ وقار اسکا باعث بتاؤ کہ کیا ہے
غزل محفلون مین وہ گائین تمہاری

فروغ قلقین ۱۲

اگر مقابل تری رخ کی گل رعنا آئی | منہ پہ یکدست خجالت کا تپانچا کھائی

کس طرح سے وہ شب وصل مین کھل کر بیٹھی | دیکھکر آئینہ مین عکس جو شرما جائی

ہوگئی وصل کی شب حقین مری روز فراق | آپ پھر بوسہ رخسار کا جھگڑا لائی

دیکھ لی باد بہاری جو مری فکر بلند | کیا عجب ہی کہ ہوا مین کوئی بنگلا چھائی

وہ ملی دل کی عوض ہیئل آئی صادق | دی کہرا کا ٹہہی جو شخص وہ کہو پائی

کڑوی ہو کر نکرو دل کو مری کھٹا تم | اوسکو پھیکا نہین ہی جیسی مٹھا بھائی

۱۴۶ ای وقار اپنی طرح وہ بھی ہو دیوانہ
استخوان میری اگر یار کا کتا کھائی

چھٹ کر کبھی کا کل پیچان سی جائین گی | ہم وہ نہین کہ بھاگ کی زندان سی جائین

مٹتی ہی اونہین کی اپنا خمیر ہے
گر کبھی ہم نہ کوچہ جانان سے جائین گے

بل بار بار دیتے ہین وہ اپنی زلف کو
کس کس کی آستین دیکھی اچھالنے جائنگی

مصحف پہ ہین عشق مین عابدین کے حیران
مومن خیال زلف مین ایمان سے جائین گے

آشفتگی ہین کہتی ہین سودا اسی سلسلہ
ہم چھوٹ کر نہ زلف پریشان سے جائین گے

ہین شیخ خیان قاری کی گستاخیون کی ساتھ
اک دن اوٹھائی محفل خوبان سے جائین گے

مجھے مارا ہے تمہارا زلف و وفا نے
بچایا آج موذی سے خدا نے

کیا ہے مرتبہ اعلی خدا نے
عجب کیا گر کوئی مجھکو بچانے

کہے جاؤ جیسا تنک ہون مہانے
مبارک ہون مجھی آنسو بہانے

کہون کیا حال اشک و آہ ای یار
مجھے مارا ہی اس آب و ہوا نے

توقع آخری دیدار کے ہے
نہ آئے نزع مین صورت دکھانے

نہ مانے گا کبھی بندہ کی وہ بات
خدا کا حکم جو کا فرما نے

تڑپتا دل ہی لوٹن کی طرح سے
دکھایا منہ مجھی کس مہ لقا نے

ہوئین اونچی نہ وہ نیچی نگاہین
اوبھرنے کب دیا اونکو حیا نے

وہ اب سنتا ہے میری نالہ گرم
خوش آئی گل کو بلبل کے ترانے

خدا کے واسطے رنجش کو چھوڑو
خدا کے واسطے چھوڑو بہانے

وہ مرشد ہے یہ دل سے ترتا ای
خضر آئین اگر رستا بتانے

سنی جو اے وقار آنسو بہائے
جگر ہین مرثیے میرے فسانے

ہم جب آپ سی تجکو بت بی پھر دیکھینگے
تب اپنی نالۂ شبگیر کی تاثیر دیکھینگے
کئی سینہ سپر بیٹھی ہین ہم بھی اوسی بت سفاک کے
کہانتک کاٹ کرتی ہی تیری شمشیر دیکھینگے
نہ جا گلیون مین سفاکون کی ایدل مار ڈالینگے
نہ وہ کچھ جرم دیکھینگے نہ کچھ تقصیر دیکھینگے
تجھ سی انتظار ہو وصل کی ہو جائیگی نوبت
دہن کو اوسکی واجب ہم تقریر دیکھینگے
کنائی فہم مین مضمون سخن کو بھی پہونچ جائینگے
شکستہ جب ہمارے خط کی وہ تحریر دیکھینگے
لپٹ جائینگے جوہر کی طرح شوق شہادت مین
جہان اوس قاتل عالم کی ہم شمشیر دیکھینگے

وقار اون پر کھلی گی پیچ و تاب دل کی کیفیت
مری پاؤن کی جب ٹوٹی ہوئی زنجیر دیکھینگے

یہ سختی ہی جداونکی وسعت دنیا کی
تو پہر معلوم ہی سرسبزی حنا کی
یہان تدبیر پر نازش رہا کے
وہان تقدیر پر گشتہ ہنسا کی
سخن گوئی رہی چشم و ستم کی
مدک خانہ سی بی پر کے اوڑا کی
تصور مین کسی چتونون کے
چھری سی میری سینی پر چلا کی
رہا قضی مین ہر اک قیامت
کمان ابرو مین میری چڑھا کی
ہوا الغرض غم ابرو مین ایسا
مین نکلا جس طرف اونکی اوٹھا کی
ہمارا بخت گانہ کو پڑھا یا
جوانی بوریا سی بوریا کے

لب جان بخش کافی ہی بوسہ
طلب کسکو یہان آب بقا کی

چھپا ہی زلف مشک آگین کو صبا سے
اوکہتی کیون ہو کیا مین نی خطا کی

بندھے ہین دست و پا اوس شک گل کے
بنام ایزدین اسنے ہے حنا کی

وقار اپنا یہان ہی کیچ رہا دل
طبیعت جب رکی اوس بیوفا کے

روی سادہ کی تری دیکھی جو آب و تاب ہے
گھر مین آئینہ کی خجلت سی کمر تک آب ہے

کونسا خورشید رو دیکھا ہی یار خواب مین
دوپہر دن ہو چکا مجکو شب مہتاب ہے

انتظار یار نے عالم نئے دکھلائی ہین
حلقۂ در بھی بعینہ دیدۂ بیخواب ہے

مچھلیان جوہر بنین گئے آئینہ تالاب حسن
گریہی مژگان و رخ کی دونکی آب و تاب ہے

پرتو عارض نی کس رو کی مارا ہی مجھی
چاندنی تربت کی میری چادر مہتاب ہے

عکس کا یہ روی رنگین کے ہی ادنی معجزہ
ہی جو داغ دل وہ رشک لالۂ شاداب ہے

وان لب جو آب بازی غیر سی کرتی ہین آپ
یان دل حسرت زدہ اور سوختن کا باب ہے

ہی سپاہ اپنی غرور حسن کو کاوش ہنوز
دیدۂ تر کو خیال رفتۂ از دل خواب ہے

سید ہی سید ہی وہ مژہ ہین خنجر ناوک وقار
ابرو خمدار رشک دشنۂ قصاب ہے

زلف کسکی ہے کسکو سودا ہے
عمر تک کالی بلا کا سایا ہے

ہے مگر حسن و عشق کا نیرنگ
کوئی ناصح ہے کوئی رسوا ہے

جلوہ رخ ہی چشم حیران مین | عین یہ آئینہ تماشا ہے
عشق آیا ہے بانٹ مین میری | حسن مین یار تیرا حصا ہے
واقعی اک ڈہکوسلا ہے اجل | ہجر جانان مین جان سی جانا ہے

اوس شکر لب کی جستجو مین وقار
آبلہ پاون کا بتاسا ہے

تیری لوائی ستم دل کو لگی ہے | حرم مین شمع بتخانہ جلی ہے
تڑپ ہے کہ جان دم لیکر لبون پر | عدم سے کہ ملک کی منزل کڑی ہے
وہ ہون دلسوختہ بیکس کہ حسرت | مثال شمع تربت پر جلی ہے
تیری کاکل ہی طرہ زلف سنبل | گل رنگین ہی رخ لب پنکھڑی ہے
اوٹھائی ہے جنون خاک گہر کی | مری تلون کی جب آبلے ہی پہوٹی ہے
ہمیں کہیکے مژگان کا خلش ہے | کہ دل مین کہیل لوہی کی گڑی ہے
بنت افشان جبین ہی دامن ماہ | تیری ہر شی انوکہی ہی نئی ہے
تیرا شیشہ غبار کی دکہین جو تن پہ | وہ گل بولا لباس سوزنی ہے

وقار اک عمر سے اقلیم دل مین
غم و رنج و قلق کی چہاونی ہے

خواب مین بہی یار سی صورت جو دکہلائی گئی | شام سی تا صبح ہر کا بہی چلائی گئی
اسقدر بہولی ہستی کہ ہم ہی ہو گئی مین مر | زخم کی صدق تماہو بہر ہیکو لوائی گئی

ہی سگ جانان کا حصہ استخوان جسم زار — ہو نہ غم یا ہو ہما پر یان نہ سند لائی کوئی
ہم ہی اپنی نام کی ہین کا تکڑی وہ شگی بسر — کار فرمائی یہ اکدن تو بھلا آئی کوئی
میری او راونکی دلو نمین پہندے پر پہندے پڑیکے — کب سلجھتی ہی یہ گتھی لاکہہ سلجھائی کوئی
گر نہ دکھلاؤ تم اپنی بال سی پتلی کمر — مثل موی سوختہ کا ہی کو بل کھائی کوئی

۱۲۴ عشق ہے وہ بد بلا چھوٹی نہ محشر تک وقار ۵
کیا سمجھتا ہین نہین مجھکو نہ سمجھائی کوئی

مری خاک اوڑ کر وطن کو چلے — کہ باد بہاری چمن کو چلے
کشش قیس کی عشق کی کہل گئی — سواری جو لیلی کی بن کو چلے
صبا لے اوڑا ہے انداز یار — چرا کے چھپا کے بدن کو چلے
کہین سے لیے عطر فتنہ کے بو — صبا سید ہے اوس انجمن کو چلے

۱۲۵ بقول کسے اوسکے خاطر وقار ۵
صبا سنکے مالن چمن کو چلے

ظاہر مین وہ اگر ہی وہ مٹھی لڑی رہے — فیض خیال ہی ہی کی کہڑی رہے
وہ سوتی شب و شالہ پر متن اوڑہ کر — ہم مثل حاشیہ کے کناری پڑی رہے
پہنی جو اونسی بالیان یاقوت سرخ کی — لخت جگر یہان ہی شہ پر جڑی رہے
تہا شمع مین جو یار کی آنی کا انتظار — اچہو کی طرح دم ہی گلی مین اڑی رہے
بیتابیان ہین ساتہ گر ایسان کیطرح — تو ہم ضرور قبر مین دم بہر گڑی رہے

سچ ہی مثل وقار بڑوں کی بڑی ہی بات
چھوٹوں کی کب جہان میں تپتی بڑی رہے

قطعات و رباعیات

قطعہ

کہا میں نے گل عارض کا اپنے
بگڑ کر منہ بنایا اور بولا
مجھے بتلاؤ کس نے اک بوسہ خیرات
ہے مثل مشہور چھوٹا منہ بڑی بات

قطعہ

دریائے حسن آپ ہیں کیا کہنا آپ کا
گرداب ناف ہی تو شکم موجۂ صفا
گوہر عرق ہیں قطرے ہیں دندان کے آب سے
پستان کی کم نہیں ہے لطافت حباب سے

قطعہ

ہجر میں جس کی تڑپتی تھی پڑی خاک پہ ہم
لوٹتا دیکھ کے ہمجنس سے بولا ہنس کر
پھر گلستان ادھر آیا جو وہ شایستہ چمن
کہ یہ کس ماہ لقا کا ہی کبوتر لوٹن

رباعی

گو عشق میں اک گل کی ہی دل آرزو نہ آ
ہی ہجر جو آج وصل ہی کل ہوگا وقار
سو آہ زبان پہ لب پہ نالی ہیں ہزار
ہی متصل فصل خزان جوش بہار

فقط

قطعہ تاریخ طبع دیوان از نتائج فکر بلند جناب مصنف صاحب

ہوا ہی خدا طبع دیوان اول — نہ گرد اوسکے ہو گرد آسیب نفرین
دم فکر تاریخ ہاتف نے مجھسے — کہا ملکہ کہ ہے یہ کلام تحسین

تاریخ طبع از منشی محمد انوار حسین صاحب تسلیم سہسوانی اوستاد مصنف ۱۲۹۱ھ

چو از فضل خدا شد طبع دیوان قارمن — زیک سی صد فارم گشت اہی تسلیم رعالم
زحیا بر بود طبعم را خیال سال طبع او — بگوشم گفت ہاتف کن رقم دیوان تلمیذم

چکیدۂ خامۂ گہربار منشی محمد اظہار حسین صاحب اظہار تخلص برادر عم زاد تسلیم سہسوانی ۱۲۹۱ھ

چھپا ہے وہ دیوان رشک چمن — کہ جسکا ہر اک شعر ہے لالہ زار
دم فکر تاریخ دل نے کہا — لکھو جلوۂ نظم موج بہار

گوہر فشانی خامۂ منشی محمد فاخر حسین صاحب فاخر تخلص برادر تسلیم موصوف ۱۲۹۱ھ

ہے یہ دیوان اوس سخنور کا — جسکا مدحت سرا ہوا مضمون
ہے ہر اک لفظ کے نئی بندش — ہے ہر اک شعر مین نیا مضمون
ہر ورق سے ہے اکھاڑا اندر کا — ہین پرے وار دلربا مضمون
اللہ اللہ وہ طبع کی شوخی — اللہ اللہ وہ چلبلا مضمون
عقل حیران ہی لکھون کیا وصف — ایک سی دس ہی دوسرا مضمون
جو کوئی دیکھتا ہے کہتا ہے — ہے مگر قدرت خدا مضمون
فاخر آیا جو فکر سال طبع — لکھا خامہ نے دلکشا مضمون ۱۲۹۱ھ

کرشمۂ فکر منشی محمد صابر حسین صاحب صابر تخلص برادر تسلیم موصوف

وقار کا یہ کلام رنگین ہے جان رنگین کلام شیرین | طلسم معنی ہی سحر آگین مزہ سخن مین ہے سامری کا
یہ رنگ ہی شوخیون نے چمکا کہ شمع بزم کو رشک آیا | جو دیکھو دیوان نو ہویدا کہ جلوہ ہی ہے خاوری کا
غضب ہے بندش سخن مین مضمون کوئی اعجاز ہو گیا | چھپا ہے کسکا کلام روشن کہ جس سے مطلع ہے گوہری کا
جو سال تاریخ کی ہوس ہو قائل تو کہتے شاعران کامل | ہی سحر مضمون فصیحون بابل ایجاد فن ساحری کا

۱۲۸۷

ایضاً

سر سال تدوین دیوان چھپا | ہوا کی طرح دل مین میرے بھرا
کہا مین نے عمدہ نئی ہین غزل ۱۲۹۱ھ | عجب شوخی فکر ہے بے بدل ۱۲۹۱ھ
جو مضمون ہے ہی فطانت نثار ۱۲۹۱ھ | زبان کی ہی نرمی ملاحت نثار ۱۲۹۱ھ
ریاحین الفاظ عالم فریب ۱۲۹۱ھ | کلام دلاویز خاطر شکیب ۱۲۹۱ھ
بہر دیوان ہی اعلا غزل کی زمین ۱۲۹۱ھ | پری ہین مضامین داد آفرین ۱۲۹۱ھ
لکھین ہم ولی خوب اشعار ہین ۱۲۹۱ھ | سخن سنج عالم طلبگار ہین ۱۲۹۱ھ
ہوا خواہ کو ہے چمن زار نظم ۱۲۹۱ھ | عدو کو ہی جادوی نوک خار نظم ۱۲۹۱ھ
چھپا جب ہوئی فکر تاریخ کے | کہا دل نی گفتار شیرین چھپے

ریختہ قلم گہر بیز مولوی سید ہادی علی صاحب ہادی تخلص ہمشیرہ زادہ تسلیم موصوف ۱۲۹۱ھ

فضل خدا سے طبع ہوا اس معنی مین | دیوان بی نظیر جناب وقار کا
ہادی نی سال طبع لکھا دو طرفہ ہے | شوخی طبع طرفہ و مضمون دلکشا ۱۲۹۱ھ

رنگین مقالی سید نذیر احمد شاہ صاحب نذیر تخلص سہسوانی ۱۲۹۱ھ

یہ دیوان رنگین چمن ہے نذیر — ہر اک شعر ہے غیرت لالہ زار
جو ہو فکر تاریخ تزئین و طبع — لکھو کاروان شگفتہ بہار
۱۲۹۱ھ

خوبی ذہن ذکا چودھری نادر حسین صاحب نادر تخلص سہسوانی نے

افضال بیکران خدا سے ہوا جو طبع — دیوان اولین جناب وقار کا
ہنگام فکر سال ندا دی سروش نے — نادر لکھو شتابکے شیرین سخن چھپا
۱۲۹۱ھ

جلوہ ریزی خیال مولوی امداد حسین صاحب امداد تخلص سہسوانی

من چگویم بوصف این دیوان — ہان مگر اینقدر کہ خوب و نکو
بہر تاریخ طبع آن امداد — ہست گلدستۂ وقار بگو
۱۲۹۱ھ

خوش فکری چودھری قیوم بخش صاحب مضطر تخلص سہسوانی نے

بیشک وہی ہے یہ دیوان رنگین — کہ ہر لفظ سے جسکے شوخی ہی ظاہر
سن طبع کی فکر تھی مجکو مضطر — کہا دل نے یکبار منظوم نادر
۱۲۹۱ھ

خوش خیالی شیرین مقالی مولوی عبد المجید صاحب مجید تخلص لکھنوی نے

یہی ہے وہ دیوان رنگین مجید — کہیں جسکو یہی ہزاروں میں ایک
ہوا ایک تاریخ جو منطبع — لکھے میں نے تاریخ تاریخ نیک
۱۲۹۱ھ

بہار آفرینی طبع شوخ میرزا امجد بیگ امجد تخلص شاگرد تسلیم سہسوانی

افضال خدا سے جو یہ دیوان ہوا طبع — ہر لفظ پہ قربان ہوئی گوہر مکنون
ارشاد کیا ہاتف غیبی نے دم فکر — امجد لکھو تاریخ نہی شوخی مضمون
۱۲۹۱ھ

خوشگوئی میرزا احسن رضا صاحب رضا تخلص لکھنوی شاگرد تسلیم سہسوانی

من نیم ہرگز طرفدار وقار — من ہمیم ہر گز طرفدار سخن

ہان بگوش ہوش من اینحرف خواند — واقف و دانائے اسرار سخن

جان معنی ہست در صورت وقار — طبع پاک اوست سرکار سخن

از دمش پُر نور بزم نظم شد — اینقدر دانم ز انوار سخن

حرف حرفش روح جسم شاعری — لفظ لفظش نور ابصار سخن

در محل تعریف اشعارش رضا — خوش رقم زد داد اشعار سخن

۱۲۹۱ھ

ریختۂ خامۂ جادو نگار سید امتیاز علی صاحب امتیاز تخلص سہسوانی

چون بفضل ایزدی دیوان رنگین وقار — طبع گردید و پسند طبع معنی زا شده

ہاتفے در گوشم بوقت فکر سالش امتیاز — گفت مطبوع جہان این نسخۂ زیبا شده

۱۲۹۱ھ

گلریزی قلم منشی منظور احمد صاحب تخلص منظور سہسوانی

چو این نسخۂ دلکش و جان فزا — کہ در حسن و خوبی ندارد نظیر

در ایام مسعود شد منطبع — با فضال و الطاف رب قدیر

دم فکر تاریخ یکبارگے — چنان خواند ہاتف بگوش ضمیر

اگر ہست منظور سال فرنگ — بگو طبع دیوان خاطر پذیر

۱۸

ریختۂ قلم اعجاز رقم در شاعران نازک خیال مقدسہ (?) منشی فضل الٰہی صاحب عیش

ہو گیا مطبوع دیوان وقار نکتہ دان — حضرت تسلیم سے ہی مشورہ او نکو سدا

سمجھ مین بی سر ہتان للہی تاریخ عیش
ذی وقار و وجب التسلیم دیوان چھپ چکا

چکیدۂ خامۂ فیض شمامہ حکیم عبد اللہ صاحب لکھنوی کے ١٢٩١ھ

چو شد طبع دیوان بفضل خدا
کہ ہر مصرع اوست رشک بہار

رقم زد سن طبع کلک حکیم
کہ زیب چمن ہست نظم وقار ١٨٧٤ع

تراشۂ خامۂ شاعر سخن پناہ سید محمد حسین متخلص جاہ لکھنوی ملازم مطبع

عجب نظم دلکش ہے یہ آبدار
ہر اک شعر ہے گوہر شاہوار

یہ سال ہجری بجو کی جاہ فکر
کہا دل نے ہے خوش بیان وقار ١٢٩١ھ

مرزا عاشق علی صاحب عاشق لکھنوی ملازم مطبع افسر مصلح سنگ

خوشا فکر ہائے عالی تبار
تخلص ہے جنکا جہان مین وقار

کہہ عاشق سر بزم سی کر کے کم
ہے دیوان لکھا فصاحت شعار ١٢٩١ھ

احمد حسین فرزند شیخ امیر علی صاحب نقاش ملازم مطبع

زہی نظم پر معنے و دلکشا
ہر اک شعر واللہ ہے دلربا

قلم نے کہا کیا لکھون اسکا سال
تو کی فکر بس مین نے نے انتہا

لکھا وحد و کر کے احمد نے کم
قلم ہے یہ آئینہ مضمون نما ١٢٩١ھ

نتیجہ طبع نظامی کرشمۂ فکر آسمان سید سجاد حسین صاحب شاگرد میر کلو عرش مرحوم

گرچہ چون تصنیف این دیوان بتائید الٰہ
شاعری سحر بیان مردم عالی وقار

چشم گردون باوجود این ہمہ چشم و قمر
مثل او انسان ندیدہ از فروغ آسمان

خانهٔ امید هر اهل مراد آباد از دست
ورنه بودی مسکن جغد و کلاغان این دیار

از عطای دست دریا بار آن ابر کرم
روح حاتم در عدم محجوب چون لیل و نهار

رفعت طبعش بعالم هر که بشنید این بگفت
سرزمین شعر را هم آسمان شد آشکار

بر عروج فکر او شد شهپر عنقای طوس
نظم خسرو کی بیاید پیش نظمش اقتدار

از صفای بندش مضمون آن دریای حسن
غرق شد در آب گوهر واز رشک در شاهوار

جوهر شمشیر معنی بود گر سطر العطش
مقطع او بهر قطع نسل بدبین ذوالفقار

وقت نظم سال تاریخ ای فلک در گوش من
گفت هاتف بی تکلف دفتر فکر وقار
۱۲۹۱ھ

قطعات تاریخ از نتائج افکار شاعر بی مثال سخنور باکمال فی سعید امجد موجد خلوص و اتحاد حکیم عبد العلی صاحب متوطن قدیم بلدہ لکھنؤ حال وارد قصبہ سنبھل ضلع مراد آباد متخلص بہ قلق

کسکی آمد کی خبر ہے اندنون باد بہار
کر رہی ہے دامن صحرا کو جو رشک تتار

گل کھلی گا کو بنا جو عندلیبان چمن
نغمہ سنجی کر رہی ہین شاخ گل پر صد ہزار

دے رہی ہین قمریان ہر سو تہنیتون کی صدا
سرو کیا ہین کھڑی مثل عصای چوبدار

کیون حسینان چمن بہلاتی ہین جی بن ٹھن کے
کیون گل مہتاب سے ہے چاندنی کو انکسار

تاکتی ہے کیون یہ دیکھو چشم حیرت سے کھڑی
دیدهٔ نرگس کو بتلاؤ ہے کسکا انتظار

کیا سبب صحن چمن مین آج گل چھڑی ہوئی رنگ
اشرفی کیون کر رہی ہے گل اپنی یون نثار

جو کھلی ہین گل [illegible] عارض جانانہ ہین
[illegible] کھل گیا ہین [illegible] تا ابد ار

ست لیتی ہیں جو ہی لیس تحقیق کی مضمون تر
کیا سبب جو لالۂ احمر کا دل ہی داغدار

اندنون باعث ہی کیا جو خضر نے کی لیی
تاک ہیں مستانی ہیں نرگس سی لیتی ہیں اوج و بار

کیوں گل خورشید نے پیچ کھائی ہے چمک
مہر ہی جس سے لب بام اسقدر کیوں شرمسار

بلبلیں لیتی نہیں ہیں معلوم مجھکو کیا سبب
چھپ چپاتا ہے مطبع عالی میں دیوان وقار

مطبع ایسا ہو وہی دیوان ایسا آئے ہم
زین ہوالید شاہ اغر سے سکون را اقرار

کب بھلا و کی سخاوت اوسکا جسمی ہو
حاتم طائی کو جسکے نام سے ہی افتخار

اندنون او وہ وقت کی اوسکی کچھ کہنی نہین
دیتا ہے سائلوں کو زائد از حد شمار

اوس کف دست کرم کو گر لکھوں دریائی فیض
پانچ انگلی اوسکی ہیں بحر کرم کی پانچ دہار

یا الٰہی تا کہ ہیں قائم زمین و آسمان
سبعہ سیارہ سے ہی تا نظم دنیا کا مدار

تا کہ ہے عشق گل و بلبل شہیر عاشقی
دامن گل سے ہیں لپٹی تا کہ اس گلشن میں خار

وہ جوان بخت او جوان دولت رہین پر جیتی
بار سر نخل قد اعدا پہ ہو ویسی ہی بار

از دل و جان لیس بوستان گلستان سخن
اے فلق تاریخ این دیوان نکو باغ بہار

١٢٩١

ایضاً

صاحب جو سخنا و دی شعر و الا اعتبار
باکمالش شہر و شاعری ہی افتخار

دست بستہ ہی رہتا ہی پیش اوسکا استاد او
بہر تزئین طبیعت ہے اسی مضمون آبدار

ہر کہ شد منظور قدرت خلقش جہان بحر و کان
ذات او خلق مجسم ز انکه بهشت و عار

ہستا ز فضل خدا علم و حیا بدل سخا
جامی اربع عنصرش اخلاط او زینت بہار

آنچنان امیدهای خلق برآمد که نیست
گر درین عهدش بجوئی در جهان امیدوار

جمله اهل جود موزون شد او موزون به
گر بسنجد پیش او کم وزن باشند هیچکار

شش جهات و چارسو از بذل او شد زر شند
هکذا و الاسمه کالشمس فی النصف النهار

گر همی خواهی که از آمش شوی توفیضیاب
اظهر و ابین شده در خلق باشش بکار

هست میل خاطرش چون مهر کسب کمال
شد توجه شاعری را هم نماید افتخار

گفت آن نظمی که اقلیم سخن را داد داد
سفت آن گوهر که شد در قصاید شاهوار

حکمران طبعش الهی باد در ملک سخن
از وقارش هست جمله شاعران را افتخار

از سر اوصاف جستم سال تاریخ ای قلق
تا که آمد این ندا شد خوب دیوان وقار

۱۲۹۱ھ

ایضا

بگفت این دل بیتاب من بصد تعظیم
مسخر از پی شاه سخن شده اقلیم

چه ملک مملکتی کاندران مطیع الامم
ستاده فوج مضامین جوق جوق ضخیم

همان بملک سخن آنکه کامران بودند
به پیش او بنهادند افسر و دیهیم

لوای فتح عروضست پیش پیش روان
همه صنائع و اوزان بحر ازمت کریم

خزینه گهر آمد از معانیش
چو موج موج شمار کسی نه در یتیم

زفرط شوق چو پرسیدمش چه دارد نام
بگفت زود ز زبان شعر بگوشم و تسلیم

ستاده شو ز ادب نام نامیش اینست
ز گوش دل بشنو میکنم ترا التعلیم

بخلق نام گرامیش رای کشن کمار
بخلق نیست نظیرش کسی و نیست سهیم

چه قسمتش که مقدر با و قسم بخورد — نمود رازق مطلق برای رزق قسیم
چه لائقی که لیاقت چو چهره‌اش روشن — چه محسنی بجهان حسن خلق اوست عمیم
پی سخاوت او حاضر انداز سعی — ز بحر گوهر و لعل از جبال و از کان سیم
مقرر از پی آنهاست شربت و بینا — ز درد مفلسی پیشش اگر روند سقیم
ذکاوت و ذهنش را نمیکند ادراک — اگر بذهن رسا پیش او روند فهیم
اگرچه لایتجزا است هر جزی لاکن — ز عقل جوهر هر جزو را کند تقسیم
همیشه رستم زال از حضور پیشش چون طفل — تمام زور جوانیش هیچو گاو شحیم
بسوی نظم چو میل طبیعتش گردید — بگفت خوب غزلها که مثل اوست عدیم
نمود جمع همه نسخه‌ها نول کشور — ز رسم و ز راه که وا رند از خلوص قدیم
حقیقت اینکه خدا ایش ز خوبی اقبال — عطا نمود چنین از خلوص و دست صمیم
شدند آن گل مفروق شکل گلدسته — بخواهست تا برسد در جهان نسیم و شمیم
نمود حکم که مطبوع هم شود دیوان — که تا رسد بجهان زین کلام فیض عمیم
قلق چو از پی تاریخ سال فکر نمود — سروش گفت نکو آمده بباغ نسیم ۱۲۹۱

شاعر شیرین بیان رنگین مقال حکیم ضامن علی صاحب جلال لکهنوی ملازم سرکار رامپور

همه الفاظ خوش و جمله معانی رنگین — حبذا جلوه اشعار ادا خیز و قا
گفت تاریخ بفرمایش تسلیم جلال — گشت مطبوع چه دیوان دل آویز و قا ۱۲۹۱

شاعر عدیم المثال و عدیم النظیر منشی امیر علی صاحب امیر ملازم سرکار والی رامپور

دیوان وقار طرفه حسنی دارد — مشتاق نظاره هر سخنور آمد
بنوشت امیر سال حسن طبعش — در قالب طبع مثل جان در آمد ۱۲۹۱

شاعر عطارد منظر خورشید ضمیر منشی محمد اسمعیل حسین صاحب منیر ملازم سرکار رضا

واه کیا دیوان نور افشان چهپا اندنون — جسکا هر مصرع هلال عید سی هی همکنار
صفحه صفحه اسکا هی رشک خیابان چمن — نظم رنگین دیکهکر سیر وه هین لوتی بهار
قدوهٔ ارباب معنی حضرت تسلیم کا — یون گهر افشان هوا هی خامهٔ معجز نگار
قطعهٔ تاریخ اس نظم دل آرا کا لکهون — ضعف طبع و قحط فرصت هین دونون آشکار
سال هجری صفحهٔ دیوان مین کهی یهی منیر — جای حسن عشق نیم نور دیوان وقار ۱۲۹۱ھ

ایضا

دیوان هی وقار همایون خیال کا — یا موسم بهار نکات جدید هی
تاریخ اسکی اور بهی هاته آئی ای منیر — گلدستهٔ نفیس کتاب مفید هی ۱۲۹۱ھ

عاشق مشوق مزاج معشوق رشک جانان میر یار علی صاحب متخلص بجان لکهنوی
ملازم سرکار والی رامپور

دیکهی هی رتنا چهاپی پهوڑ رنگتی هون — گل کا کٹهرا هی سیر هی وقار کا دیوان
عجب کیون نهو اوجڑی هی پهر آبادی — چهپا هوا هی یه اچهی دیار کا دیوان
دکهاؤن کی اوسی تاریخ آنکهو مری پیار — قسم خدا کی عجب آیا وقار کا دیوان ۱۲۹۱ھ

شاعر پیر کلکتهٔ زاده مستر کلها میر شاد علی صاحب بسنبهاد

ملازم سرکار والی رامپور رسالدار جناب صبا مرقومہ بالا

طرفہ پری بہار ہی دیوان وقار کا — ہی جسکے آگی رنگ حسینان اوڑا ہوا
جا ہی سخن نہین ہی سخن کی مذاق مین — شمشیر بے نیام ہی مضمون کہلا ہوا
مصرع ہر اک نگاہ مین پتلا ہی سحر کا — شعرون مین شوخیون سی ہی جادو بھرا ہوا
نظم حسین بہار نے بتایا دسال طبع — گویا سخن یہ باغ ہی پھولا پھلا ہوا
۱۲۹۱ھ — ۱۸۷۴ع

از افکار شیخ امداد حسین صاحب امداد وکیل عدالت دیوانی رامپور شاگرد ایضا

چو شد طبع باطرز مطبوع و دلکش — کلام وقار سخنگوے قادر
رقم کرد امداد تاریخ سالش — کہ مطبوع والا ست منظوم نادر
۱۲۹۱ھ

شاعر ہمایون فکر خجستہ کلام محمد فرخ شاہ خان نام فرخ تخلص رامپوری شاگرد ایضا

چون کلام وقار نغز بیان — زینت طبع یافت و نیک انجام
گفت فرخ بسال طبع آن — حبذا دلکش و لطیف کلام
۱۲۹۱ھ

نتائج خامہ گہربار برخوردار منشی منعم ریاضی دان ملازم نواب صاحب شاگرد ایضا

بشد مطبوع با طرز دل آرا — چو دیوان وقار پاک بینے
رقم زد خامہ منعم سن طبع — کلام شاعر سحر آفرینے
۱۲۹۱ھ

نتیجہ برہم سخندانی محمد امین سوز سہسوانی شاگرد ایضا

طبع گردید چو دیوان وقار خوش گو — بردا از وجد دلم شاہد گفتار سلیس
سوز ہر گاہ کہ تاریخ تمنا میکرد — طبع شد بود کہ گلدستۂ اشعار نفیس
۱۲۹۱ھ

سخن گوی اعجاز طراز محمد نیاز حسین خان نیاز سہسوانی شاگرد ایضا

نظم وقار پہ ہے طرفہ پری کا جوبن	صدقے ہی جسپہ شوخی و قربان ہی اکت
چھپ کے ہوا جو دیوان گلدستہ حسینان	لکھا نیاز نے یہ ہی مخزن فصاحت ۱۲۹۱ھ

قطعات تواریخ از نتایج افکار جناب مولوی مظفر حسین صاحب المتخلص بہ غمگین

گشت چون مطبوع طبع جملہ دیوان وقار	شادمان غمگین نمودہ سال طبعش جستجو
ہاتف غیبی بگلبانگ مسرت مژدہ داد	گلشن فیض از سر آب آمدہ تاریخ او ۱۲۹۱ھ

ایضا

طبع چو دیوان وقار این زمان	گشت خوشی در دل غمگین رسید
سال وی آمد ز لب عندلیب	تازہ گل گلشن دولت دمید ۱۲۹۱ھ

ایضا

شدہ مطبوع بلطف صمد چو دیوان وقار	گشت سیراب ہمہ کشت امید عالم
گفت غمگین ز سر دولت و نازش تاریخ	جابجا گشت روان چشمۂ دریای کرم ۱۸۷۴ع

ایضا

دیوان وقار گشت مطبوع	خوشنود زمانہ شد بغایت
غمگین چو نمود فکر تاریخ	ہاتف بسرا انہ بلاغت
برخواند ز روی علم و دانش	نوبر شدہ میوۂ فصاحت ۱۲۸۱ فصلی

ایضا

چو دیوان وقار از لطف ... | شده ... ہر ...

پے تاریخ باصد شادمانے | ہمے گوید سروش نکتہ دانے

ز روے جنت و یاے نعیمش | شگفتہ شد بہار گلستانے

سنت ۱۹۳۱

از نتائج افکار منشی دیبی لال صاحب چمن شاگرد جناب میرزا محمد اصغر علیخان نسیم دہلوی

طبع شد دیوان والا چون آن نیکو | گشت نام آور وقار خوش بیان چارسو

از پے سالش ہم فکر از چمن ہاتف بگفت | ہر سخنور بیند ہر داد کلام او بگو

۱۲۹۱ھ

ایضاً

گشت چون صاحب لطافت داده اشعار طبع | شد ہویدا از کلامش شوکت و شان وقار

سال اش رومی رنگ الہی چمن کردم رقم | سیر کے گردد کسی از سیر دیوان وقار

۱۲۸۱ فصلی

ایضاً

آن کلامی کان بس مطبوع لطیف بود و ہست | شہرۂ طبعش چو گشتہ در جوانب جابجا

بہر سالش از سر اوج الہی چمن کردم رقم | ہر غزل فائق ز ہر دیوان نامی انتما

۱۸۷۴ء

ایضاً

بر آئی آرزوے دل اگر نہیں کوئی | دیا کسی نے نہیں مژدہ گر نیا ہی آج

تو کیون چمن نے لکھا بہر سال سر جشن | کلام شاعر خوش فکر چھپ گیا ہی آج

۱۳۱۹ ۱۳۱

تاریخ از نتائج افکار منشی اندر و صاحب پیشکار جلسہ جناب راجی و من کشن صاحب بہادر و والد جناب مصنف صاحب از سری مجسٹریٹ

رئیس مرادآباد دام اقباله

ہوا ہی طبع دیوان قادری ہم جیسے | لبان شاعران پہ ہی اوسکی غائبانہ
سن فصلی لکھدی کلک صفا یون انہ سر بست | کلام عاشقان ہی یہ کلام عاشقانہ
۱۲۸۱ فصلی

تاریخ از نتائج افکار منشی بھیم سین صاحب ضبط پیشکار مصنف صاحب

دیوان اول ایسا چھپا ہی کہ چار سو | حد سی زیادہ شہرت نام وقار ہے
ای ضبط سال طبع لکھو یون تو وی طبع | دیکھو یہ انتظام کلام وقار ہے
۱۸۷۴ء

تاریخ از نتائج افکار منشی بھیم رای صاحب شکیب پیشکار جناب راجہ صاحب موصوف

جس سخنوری زبان طبع دیکھا یہ کہا | ہی عیان طرز کلام پاکیزہ شان وقار
لکھ سن فصلی رو کی اوج یون ایک شکر | اور دیوانون ناں پہ ہی ہکہ ہی دیوان وقار
۱۲۸۱ فصلی

قطعه

یہ غزلین جناب مصنف کی بعد تمامی دیوان کے پہنچین لہذا آخر مین تحریر ہوئین ۞

وہ کھڑے ہیں تیغ بکف سر پر ہائین | ہم بھی حاضر ہین جھکائی سر ہین
مسی مالیدہ لبون مین دندان | شب تاریک ہین اور اختر ہین
حکم ہے کیا مانع پرواز قفس | کیون یہ صیاد کی کتری پر ہین
آپ نے کیجی قیامت برپا | قبر مین جاتے اک ٹھوکر ہین

لڑکیا نام خدا عشق بتان
تذکرے اپنے تو اب گھر گھر ہین

نہین ہوچہ سے سرکو دوران
وحشت کے یاد سبے مجھے چکر ہین

نہین ہین چشم خمارین اونکی
میکشون کے یہ دو ساغر ہین

یان بہی ہی جوش جنون فصل بہار
نوک مژگان جو تری نشتر ہین

سر شوریدہ کا ہووی جو علاج
دامن کوہ مین کب پتھر ہین

سرنگون اون سی نہو وینگی و قار
وہ جو سرکش ہین تو ہم خودسر ہین

اسیر دام گیسوی رسا ہین
سیہ قسمت گرفتار بلا ہین

زبان رکھتے ہین لیکن بیزبان ہین
جو باتین آپکی ہین سب بجا ہین

برائی کے بہی قابل کیا بہلا ہین
بتو ہم بہی تو مخلوق خدا ہین

ہمیشہ ہی حضرت عیسی کی تدبیر
یہ سب درد محبت لا دوا ہین

لب جان بخش کا ہمکو بہی بوسہ
نہین کیا قابل دار الشفا ہین

گدای حسن آئین شاہ ہوجاین
ولیکن عاشقون مین بادشا ہین

گدای حسن ہین گو ای شہ حسن
سپہر حسن کے ہم بہی ہما ہین

کہین طول شب ہجر انکا کیا حال
درازی پر وہان زلف رسا ہین

نہین ہین چہوٹے جو خار صحرا
کف پا بہی ہماری کہربا ہین

چہڑاتا ہے کف رنگین کے بوسے
تری یہ شوخیان دزد حنا ہین

وقار اتنی بھلا یہ کر جو ستے
ذرا سمجھو یہ سب بت بیوفا ہین

غزل جلسۂ مشاعرہ کہ خاص مطبع مین منعقد فرمایا تھا

کیون پریشان نہون اوسکی اسیر گیسو
میری ہاتھ مین وہ کہولی رہا اکثر گیسو

روز شادی و شب غم ہی ازل سی باہم
ای صنم چاہیئی عارض کی برابر گیسو

کوچہ موج مین لہرا کی لگی مار سیاہ
دہوئی دریا پہ جو اوس شوخ نی جا کر گیسو

رکہا باہر کبھی خانۂ زنجیر سی پاؤن
جیسی دیکہی ہین تیری ویسی ہی پیکر گیسو

جس طرح سایہ فگن ہو گل تر پہ سنبل
یون ہین اوس عارض رنگین پہ معنبر گیسو

سنبلہ بیچ ہی گر آج قمر کی منزل
کون کہتا ہی کہ ہین یار کی منہ پر گیسو

لوگ کہتی ہین کہ افعی پہ سوار اژدر ہی
دیکہکر یار تیری زلف کی اوپر گیسو

خط رخسار ترا نام خدا مصحف ہی
رتبۂ تفسیر کا رکہتی ہین مقرر گیسو

ایک قسمت نہ کی قسام ازل نی دو کی
ماہ سیما ہوا رخسار معنبر گیسو

دیکہکر یار سمٹنی لگی لٹ وہ بارہی ساتہ شب
ہون دو چوٹی سی جو بکہری تو ناگن ہر گیسو

کیا لکہون صفت مین اوس حور کی گیسو کا وقار
سنبل باغ جنان سی بھی ہین بہتر گیسو

اور معشوق کی بھی لکھی ہین اکثر گیسو
ہمنی منظور نہین ایکو رو یوی کر
نہین تیری ہی مگر یار معنبر گیسو
کسلئی چہوڑی ہین فرمائی پر تحریر گیسو

جب بند ہا ہی شب فرقت مین تصور انکا
بن گئی میری وحشت کو یہان اژدر گیسو

ہی تری زلف کا سودا مجھی قاتل دم فرح
یاد آجائین عجب کیا تہ شمشیر گیسو

کر کی تعظیم آپ جھکتے تو ہین ایجان جہان
کوئی آسیب نہ پہنچائین کمر پر گیسو

طول مین زلف حسینان سی ہین بڑہکی تو ہنوز
شام ہجران سی ہماری نہین بڑہ کر گیسو

کیجیی شانہ نہین آپ کو گر اتنا دماغ
کہین ہو جائین پریشان نہ سراسر گیسو

رہتا دن بھر ہی تصور رخ روشن کا مجھے
رہتی ہین پیش نظر آپکی شب بھر گیسو

جنّتی ہین وہ وقار انکا جنہین ہی سودا
سنبل باغ جنان سی بھی ہین بہتر گیسو

خاتمہ طبع چکیدہ خامۂ گوہر بار منشی غلام محمد خان تپش ایڈیٹر اودہ اخبار

سبحان اللہ وقار نے کیا وقار سخن بڑہایا ہے ہر زمین مین گلزار معنی کھلایا ہی قطعہ

گلشنی رنگ و بوی صد گلزار
گوہری آبروی صد بحار

چہ کلامیکہ ہست جان سخن
وفر معنی و بیان سخن

بین کہ ہر بیت خانۂ عشق ست
یا کتاب فسانۂ عشق ست

پیش ہر مصرعش ستانی معنی
نالہ عندلیب زار معنی

گلشن از رشک شوخی مضمون
می خورد دل و جگر صد خون

بارک اللہ چہ طرز دیوانست
اللہ اللہ چہ این سخندانست

کیون نہو آخر کسکے شاگرد رشید ہین جو فن شعر مین اپنے زمانے کے

عمیق اور لبید ہین وہ کون مخدوم و مکرم شفیق معظم نکتہ دان شیوا زبان شاعر
لاثانی جناب منشی محمد انوار حسین صاحب تسلیم سہسوانی جنکا نام نامی
ہندوستان مین شمع انجمن کیطرح ممتاز ہے سخن کو اونکی ذات سے فروغ
اور معنی کو سو سو طرح کا ناز ہے یہ دیوان جو رشک نگار عالی مقدار جناب
راجی کشن کمار صاحب وقار کی طبع موزون کا نتیجہ ہے طرفہ بہار سخن کا ثمرہ
عجب دلچسپ دلاویز بیان ہے کہ جان سخن ہزار جان سے اوسپر قربان ہے
واقعی اس نخلبند معانی کی رنگین بیانی اور گلفشانی نے ہر جگہ مین شعر مین
وہ وہ گل کھلائے ہین کہ ہزارون کے رنگ اوڑائے ہین تازہ تازہ مضامین
سے غنچۂ خاطر اہل فن شگفتہ کیا ہے چمنستان اشعار کے رنگ بہار نے رونق بازار
گلزار فرخار کو شکستہ اور نہفتہ کیا ہے باوجودی کہ مشق ابتدائی ہی مگر ماشاء اللہ
چشم بد دور کیا طبیعت خداداد پائی ہے کہ بڑے بڑے کامل مانتے ہین اور
سالک طریق سخنوری جانتے ہین متانت اور فصاحت کی کس طرح داد
دیجیے ہر شعر لطافت بھرا کیونکر نہ صاد کیجیے کہ ایک ایک مصرع عروس
زیبا ہے ہر شعر شاہد رعنا ہے یہ نوعروسان گلستان سخن ہزار رنگ
ولباس اور زیبایش اور طرح طرح کی ناز و انداز و کرشمہ و آرایش کے سا تھ
عاشقان معنی کو اپنا جوبن دکھلاتے ہین اور تماشائیان معنی اپنی دلہا سے
صافی انکے نذر کر جاتے ہین مبدء فیاض کے فیض سے یہ گلزار ہمیشہ بہار

پھولا پھلا ہے کہ ایک عالم اسیر شیدا ہے یہ نگار رشک بہار ہمین کیون نہ مرغوب دل ہو جبکہ گل جدید لذیذ کا لطف حاصل ہو۔ ای شاعران نازک خیال زبان اوران باکمال دیکھو زور طبیعت اسے کہتے ہین موزونی طبع و جودت اسکے معنے ہین کہ ہر شعر انتخاب لکھنا اور جو لکھنا لاجواب لکھنا یہ کلام عکس کمال کا دم ساز ہے طائر فکر و خیال شاخ سدرہ تک بلند پرواز ہے سچ تو یہ ہے کہ وہ کون فرد بشر ہے جسکو شعر و شاعری کا مذاق ہوگا اور پھر دیوان وقار کا نہ اشتیاق ہوگا منشی صاحب الاسناقب بلند اقتدار یعنے جناب منشی نول کشور صاحب مالک او وہ اخبار کی سخن سنجی بھی لائق تحسین و آفرین ہے کہ ممدوح الیہ نے اس مجموعہ خوبی کو جیسا یہ عمدہ تھا ویسی ہی عمدہ اور خوشخط و خوشنما چھپوایا اور نقش و نگار طبع سے نگارستنی کو یک قلم دلربا بنایا۔ الٰہی جب تک سخن و اہل سخن کا ساتھ رہے

اس مطبع کی بات تیرے ہاتھ رہے

از نتائج طبع منشی شنکر سروپ بھٹناگر خلف منشی رام سروپ صاحب مالک و مہتمم مطبع ولاستا واقعہ فتحگڈہ شاگرد حضرت نادر

جو ہین رای صاحب مکرم مرے ۔ فصیح و سخنگوی و شیرین کلام
رئیس و شریف و امیر کبیر ۔ خرد مند و ذی جاہ و عالی مقام
بعون خدای جلیل اندنون ۔ ہوا انکا دیوان چھپکر تمام

پئے سال تاریخ میں بے نجات — لکھا دفتر عشق سے لا کلام ۱۲۹۱

چکیدۂ خامۂ دبیر خبیر عطارد ضمیر منشی بھگوان دیال صاحب لکھنوی متوسل مطبع اوده اخبار

عجب بی مثل دیوان وقار ست — کہ نادر در نظم ہرگز مثالش
پئے تاریخ ہجری گفت عاقل — چہارم خوب دل تاریخ سالش ۱۲۹۱ھ

ایضاً

عجب دلچسپ دیوان وقار ست — کہ پیدا ہست ز و شان بلاغت
بتاریخ مسیحی گفت عاقل — بود نظم عجیب و پر فصاحت ۱۸۷۴

قطعۂ تاریخ از فخر شعرای سلف منشی اشرف علی صاحب اشرف

ہوا طبع کیا ہے یہ نادر سخن — مضامین سے ہے آفرین ہیں رقم
لکھا مصرعۂ سال اشرف نے یہ — بیان سخندان ابر کرم ۱۲۹۱ھ

از کاتب الحروف امیر اللہ تسلیم شاگرد میر امجد اصغر علیخان نسیم دہلوی

چھپا کیا خوب یہ دیوان وقار نکتہ ور کا — کہ جسکا مرتبہ شعری میں اعلی ہی ارفع ہی
کلام پاک کی ارباب معنی کیا صفت لکھیں — مسجع ہے مقفی ہے مسجع ہے
فروغ حسن معنی کا نہ پوچھو جا بجا اسمیں — جو مطلع ہی وہ گویا نیر اعظم کا مطلع ہے
عدو جلتی ہیں جیسے دم وہ دیکھتی ہیں مضمونکو — سراپا برق برجستہ جو برجستہ مصرع ہے
نظر کیا خاک ای حاسد پڑے حسن ادا انکا — عروسان معانی کے لیے ہر لفظ برقع ہے
پئے تاریخ ای تسلیم جو دل کو خیال آیا — کہ یہ بھی مقتضائے فکر طبع اہل مطبع ہے
لکھا مصرع یہ بہر سال اسیری کلک رنگین نے — چھپا دیوان یا تصویر کا کوئی مرقع ہے ۱۲۹۱ھ

ایضاً از منشی بھگوان دیال صاحب عاقل

خوب شائع گشت دیوان وقار	گوئیا باغ گل مضمون شگفت
کلک عاقل از پی تاریخ سال	دلکشا مضمون مکارم نظم گفت

۱۲۹۱ھ ۱۲۹۱ھ

قطعات تاریخ از نتائج فکر بلند جناب سید منصور علی صاحب منصور

ہر اک شعر اسکا ہی شور و فغان	یہ دیوان ہے یا قصۂ عندلیب
سنی جس کسی نے کہ اسکی غزل	کہا او سنے ہی کلمۂ عندلیب
سن اسکی جو منصور پوچھی کوئے	تو کہدی یہ ہی نغمۂ عندلیب

۱۲۹۱ھ

ایضاً

آن چمن آرای دولت نامور	طرفه دیوانش که بستان سخن
بلبلم در گلشن تاریخ آن	نغمه زن زیبا گلستان سخن

۱۲۹۱ھ

ایضاً

چون تخلص با وقار آمد که او	کار و بار او با آئین وقار
گل وقار از شعر و دیوانش که شد	سال آن و بحر مضامین وقار

۱۲۹۱ھ

ایضاً

زهی آن صاحب دیوان دولت	چه دیوانش که شد موزون باندار
سن تاریخ آن منصور گفتا	که به دیوان پری مضمون باندار

۱۲۹۱ھ

ایضاً

گلشن آرای بهار عندلیبان — سوز دیوانش چراغ افروز دل
غنچهٔ تاریخ آن گل می کند — نغمهٔ بلبل زهی با سوز دل

۱۲۹۱ھ

ایضاً

زهی دیوان آن صاحب تجمل — که از وی فصل بهاری میکند گل
کند تحریر با همچون بلبل من — نشین آن ز معنی غنچه و گل

۱۲۹۱ھ

ایضاً در صنعت یعنی در حرف منقوط

زهی دیوان که رنگ افروز الفت — بهار جانگداز زیبا معنی
سن تاریخ آن در حرف منقوط — ریاض عشقباز زیبا معنی

۱۲۹۱ھ

قطعهٔ تاریخ در صنعت که بیک مصرع دو تاریخ بحرف منقوط و بی نقط دارد

و چه دیوان که از جان شد پری دیوانه اش — گوهر معنی وی چون گوهر غلطان آب
در حروف مهمل و معجم بیک مصرع و سال — گو همه تحریر و تقریر شکر زیران آب

ایضاً قطعهٔ تاریخ در صنعت

طرفه این دیوان آن نامی کلیم — هیچ او نامه و بی خامی کلام
در صغیر و در وسیط و در کبیر — سال آن موزون بیان نامی کلام

۱۲۹۱ھ

الحمد لله که دیوان لطافت بنیان [illegible] اکتوبر ۱۸۷[illegible]ع مطابق رمضان ۱۲۹۱ھ مطبع اوده اخبار [illegible] طبع شد

غلطنامہ دیوان وقار

سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶	لکھی	لگے	۳۲	۶	گگانہ	گانہ
۷	سے	ستے	۳۳	۱۳	ہن ہین	ہین غل
۲	اوٹھا	اولٹا	۳۶	۱	جلادی مروی	جلادی مرہو مردکے
۱۴	ہوئی	ہوئی	۴۴	۱۳	گگولی	گولی
۱۳	اودکا	اودہرکا	۴۸	۶	ہین آہی	ہین آشوہی
۴	ابرو	ابرو و	؍؍	۱۶	سہی	سہی کہا
۱۲	اغیار	اغیار کا	۵۱	۱۷	لمان	شعبان
۱۰	ہی	بہی	۵۳	۵	نازنین	نازہین
۱۶	سنجہ	+	۵۸	۱۵	بل	بال
۱۳	ستم گر	ستم گر گر	۵۹	۱۴	لہت	لب ہین
۶	برٹہ	برٹہ	۶۱	۱۱	جہکی کی	جہک جوکی
۱۴	بیا	بیاد	۶۴	۸	تہ	نہ
۴	بہی	بہی ہے	۶۹	۱۱	چہو	جہو

Date	No.	Date	No.